محبت
فیصلہ کُن
ہے!
احسن عزیز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

محبت فیصلہ کُن ہے!

احسن عزیزؒ

حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ (صحیح بخاری، باب التعبیر، رقم الحدیث: ٦٤٧٥)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ (میرے بعد) نبوت میں سے بجز مبشرات کے کچھ باقی نہیں رہے گا۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے) عرض کیا: (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!) مبشرات سے آپ کی کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صالح خواب۔

نام کتاب: .... محبت فیصلہ کن ہے

مصنف: .... احسن عزیز شہیدؒ

طبع اول: .... اپریل ۲۰۱۳ء

تعداد: ۲۰۰۰

ناشر: .... محمد صہیب قرنی، مبشرات، پوسٹ بکس نمبر 126، I-10
اسلام آباد 0300-5510726

قیمت: .... ۲۵۰ روپے

...... ملنے کے پتے ......

- ✵ مکتبہ سید احمد شہید، 10 الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور 0423-7228272
- ✵ ادارہ تعلیم القرآن، منصورہ ملتان روڈ، لاہور 0423-5412949
- ✵ کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی
- ✵ دارالاخلاص 4-3، صدف پلازہ، محلہ جنگی، متصل قصہ خوانی بازار، پشاور 0300-5831992
- ✵ یونیورسٹی بک ایجنسی، خیبر بازار، پشاور 091-2212534 091-2212335
- ✵ مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی، کراچی 021-34594144

سلام تم پر!

ہدیۂ محبت و عقیدت، سپاسِ تشکر، امارتِ اسلامیہ افغانستان میں برسرِ پیکار امیر المؤمنین ملّا محمد عمر مجاہد اور ان عالی عزم غازیوں کے لئے جنھوں نے جہادِ افغانستان ضد الروس (۱۹۷۹ء تا ۱۹۹۲ء) اور جہادِ افغانستان ضد الامریکہ (۲۰۰۱ء) میں اشتراکی و صلیبی افواج کا مقابلہ کر کے پوری امتِ مسلمہ کو کفر کا نوالۂ تر بننے سے بچایا، اور پوری اُمت کی طرف سے یہ فرض نبھایا۔

قبائے نور سے سج کر، لہو سے با وضو ہو کر
وہ پہنچے بارگاہِ حق میں کتنے سُرخ رُو ہو کر

(سید نفیس الحسینیؒ)

فہرست

عرض ناشر

زیر نظر کتاب ابھی تیاری کے مراحل میں تھی کہ صاحب کتاب انجینئر احسن عزیز کی شہادت کی خبر دل کی دنیا زیر وزبر کر گئی۔

کوئی شہید غم کی تار رات دل میں بھر گیا
شہید ہو کے ہاں مگر، نشاط دل میں بھر گیا

ادارہ ''مبشرات'' کا نام احسن عزیز شہیدؒ نے بڑی محبت اور دلسوزی کے ساتھ تجویز کیا تھا۔ امت کی بے بسی اور بے حسی کے سارے غم اپنے حساس دل میں چھپا کر ہمارے سامنے وہ ہمیشہ امید اور خوشخبریوں ہی کی بات کیا کرتے تھے۔ لیکن اپنا یہ احساس اور دل کی تڑپ انھوں نے کبھی بھی پوشیدہ نہیں رکھی کہ دعوت و تبلیغ کے میدانوں سے کہیں بڑھ کر جہاد کے معرکوں میں احکام شرع کی پابندی لازم ہے۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

''میری یہ نگارشات واشعار ان افراد یا گروہوں کے ترجمان ہرگز نہیں، جن کے ہاتھ معصوم مسلمانوں کے خون سے رنگین ہوں، اللہ کے گھروں کی حرمت جن کے ہاتھوں پامال ہوتی ہو، اور جو اہل ایمان کے مال و دولت کو بنا کسی استحقاق کے، مال غنیمت قرار دیتے ہوں۔ میں ایسے افراد اور گروہوں کی ترجمانی کرنے والی کتب، رسائل اور ویب سائٹس کو یہ نظمیں شائع کرنے کا حق نہیں دیتا۔ نیز میں ایسے گروہوں کے غیر شرعی اعمال سے بری ہوں۔''

اب جبکہ وہ اپنی غایت رغبت یعنی شہادت سے ہمکنار ہو کر اپنے رب کے حضور جا چکے ہیں تو ایسے احوال و واقعات کا احتمال موجود ہے کہ وہ افراد اور گروہ اپنے اپنے مقاصد کے لیے ان کا پاکیزہ نام استعمال کرنے کی کوشش کریں جو ان کی زندگی میں ہمیشہ ان سے اختلاف کرتے رہے، اور انھیں دکھ اور اذیت پہنچانے کا باعث بنے۔ شہیدؒ نے اپنی مومنانہ بصیرت سے اس منظر نامے کو اپنے اشعار میں سمو دیا ہے۔

جن کی خاطر جیتے تھے   کہتے تھے ''دیوانے لوگ''
ہم دم تھے پر بھول گئے   ساتھ چلے بیگانے لوگ
جان سے گزرے جب لیکن   آئے تب اپنانے لوگ
جب کوئی حسرت نہ رہی   بیٹھے پیار جتانے لوگ

ان کا یہ بھی کہنا تھا ''اگر ہم اس بات کے سزاوار ہیں کہ ہم نے نوجوانوں کو جہاد کے میدانوں کی طرف متوجہ کیا ہے تو ہم پر سب سے بڑھ کر یہ ذمہ داری بھی عاید ہوتی ہے کہ ہم نوجوانوں کے سامنے جہاد اور فساد کا فرق بھی واضح کریں۔''

دینی احکامات وتعلیمات کے بارے میں ابتدائی تعلیمی دور سے ان کے طرزِ عمل میں یک گونہ پختگی اور یقین جھلکتا تھا۔

شہیدؒ نے کبھی ایسے بلند بانگ دعوے نہیں کیے جوان کے عمل سے مطابقت نہ رکھتے ہوں، ان کے قول وعمل کی یہ ہم آہنگی ایک حیرت انگیز تسلسل کے ساتھ ان کی پوری زندگی کے تمام معاملات میں ہر حوالے سے نمایاں نظر آتی ہے۔

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ بمطابق ۱۸ اگست ۲۰۱۲ء کی شام وقت افطار، کھجور ہاتھ میں لیے، اپنی مومنہ صفات اہلیہ کے ساتھ افغانستان کی سرحد پر ایک فضائی حملے میں اپنی شہادت کے لمحے تک ـــــ امت کے دورِ عروج کے حسین لمحات کے احیاء کا خواب ان کی آنکھوں میں بسا رہا۔

شریعت کے احکامات پر خود دل وجان سے عمل کرنا اور ہر ہر فرد تک اس پیغام کو پہنچانا ان کی پاکیزہ زندگی کا محور ومرکز تھا۔ وہ پورے استدلال کے ساتھ لکھتے ہیں:

''بے شک شریعت سے ناتا توڑ کر دعوت دین اور جہاد فی سبیل اللہ کی حیثیت سراب اور استدراج کے سوا کچھ نہیں رہ جاتی۔''

شریعت جب نہ ہو تو پھر یہ طبلِ جنگ فتنہ ہے
کہیں بہتر ہے ریوڑ لے کے جنگل کو نکل جاؤ!

ادارہ ''مبشرات'' اس سے پہلے بھی شہیدؒ کی شاعری کی بے مثال کتاب ''میرے ایمان کے ساتھی، تمہارا مجھ سے وعدہ تھا'' کی اشاعت کا فریضہ سرانجام دے چکا ہے، اب ہمیں ان کے دوسرے مجموعۂ شاعری ''محبت فیصلہ کن ہے'' کی اشاعت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے اور ہمیں قرآن وسنت کی روشنی میں ان کے پاکیزہ نقوشِ قدم پر چلنے اور ان کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اب اس کی یاد منسلک ہے جنتوں کی یاد سے
سفیرِ جنّتاں، مبشرات دل میں بھر گیا

محمد صہیب قرنی
مبشرات، اسلام آباد

حضرت مولانا شیر علی شاہ دامت برکاتہٗ

استاد جامعہ دار العلوم الحقانیہ اکوڑہ خٹک، نوشہرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الّذین اصطفٰی

صاحب المجد والھمم، مجاہد اعظم، محترم مولانا احسن عزیز صاحب زید مجدہ کی زرین وقیع تالیف ''محبت فیصلہ کن ہے'' کے مطالعہ سے دل ودماغ منور، معطر ہوئے۔

اللہ اکبر! اس عجیب وغریب دیوان کے جاذبِ فکر ونظر، روح پرور، ایمان افروز، دلکش قصائد واشعار نے مجھے ابتداء سے لے کر انتہاء تک ایک ہی مجلس میں پورے وجد وکیف کے عالم میں حد درجہ ذوق وشوق سے پڑھنے میں مستغرق رکھا۔

ماشاء اللہ! محترم مولانا احسن عزیز (أعزہ اللہ تعالیٰ) ایک نابغہ روزگار، قادر الکلام اسلامی شاعر ہیں، جو میدانِ کارزار کے قیامت خیز ہوش ربا ظلمات، رعد وبرق میں اپنے سچے صاف وشفاف پاکیزہ دل کی سوز وگداز، درد وغم سے لبریز حسرتوں، تمناؤں کی ترجمانی شستہ شگفتہ علمی ادبی لطائف سے مزیّن قصائد واشعار سے فرما رہے ہیں اور نوجوانانِ اسلام کے قلوب وجوارح میں خوابیدہ جہادی احساسات وجذبات کو پکار پکار کر بیدار فرما رہے ہیں۔

لاریب فیہ۔ آنچہ از دل مے خیزد بر دل مے ریزد

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

یہ جہادی ولولوں، جوش وخروش سے سرشار قصیدے اور جواہر پارے آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں، اور اس ناگفتہ بہ تاریک دور میں جبکہ اچھے اچھے خطباء کرام کے خطبات میں جہاد کا لفظ عنقاء ہوگیا ہے، اس کتاب کو ہر مسجد، مدرسہ اور تمام تعلیمی اداروں، دار المطالعہ میں رکھنا، اور لاکھوں اردو خوان، اردو دان خدا پرستوں، اربابِ صدق ووفا تک پہنچانا فرض عین ہے۔

بارگاہِ الٰہی میں دست بدعا ہوں کہ وہ محترم مولانا احسن عزیز صاحب (سلّمہ اللہ تعالیٰ وأیّدہ و

حقق جمیع ما یتمناہ) کے اس عظیم الشان، مایہ عزّ و افتخار جہادی شاہکار کو شرفِ پزیرائی عطا فرما کر سعید الارواح شباب اسلام کے قلوب و جوارح میں جہادی حرارت کا سبب بنا دے، وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

واللہ من وراء القصد وھو یتقبل جھود المجاھدین، وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ اشرف رسلہ وخاتم انبیائہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

کتبہ،

شیر علی شاہ کان اللہ لہ،

۵ شعبان المکرم ۱۴۳۳ھ

حضرت مولانا سید قمرؔ دامت برکاتہٗ

استاد جامعہ دار العلوم سرحد پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

اس تالیف انیق کے بارے میں بندہ عاجز بس اسی دعا پر اکتفاء کرتا ہے

اے بدر ماندگی پناہ ہمہ — کرم تست عذر خواہ ہمہ

فقط نر آب رحمت تو بس است — شستن نامۂ سیاہ ہمہ

خسرو از پناہ مے جوید — اے الٰہِ من و الٰہ ہمہ

دعا گو

سید قمر عفی اللہ عنہ

۲۹ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۳ھ

حضرت مولانا محمد ابراہیم فانی' دامت برکاتہٗ

استاذ جامعہ دارالعلوم الحقانیہ' اکوڑہ خٹک، نوشہرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسّلام علیٰ من لانبی بعدہ' اما بعد

اِنّ منَ البیان لسحرا و انّ مِن الشّعر لحکمۃ

شاعری واردات قلبی' کیفیات روحانی اور احساسات وجدانی کے لطیف پیرایہ میں اظہار کا نام ہے۔ اس کے ذریعہ شاعر اپنے کرب والم اور فرح وسرور کی کیفیات میں دوسروں کو اپنے ساتھ شریک کرتا ہے۔ اور اس کے دل پر جو گزرتی ہے اس کا اظہار وہ بغیر کسی جھجک اور خوف کے شاعری کی زبان میں کرتا ہے۔ بقول فیض احمد فیض ؎

ہم پرورشِ لوح وقلم کرتے رہیں گے　　　جو دل پر گزرتی ہے رقم کرتے رہیں گے

شاعری ایک الہامی صفت اور اللہ جل شانہ کی طرف سے ودیعت کردہ بہت بڑی نعمت ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے ع　شاعری جزویست از پیغمبری

اگر اسی نعمت کو ایک بامقصد پیغام کے ابلاغ کا ذریعہ بنایا جائے' تو اسی کے واسطہ سے دنیا میں ایک انقلاب برپا کیا جاسکتا ہے اور ذہنی ارتقاء کے لئے یہ ایک بہت ہی عظیم اور کارآمد وسیلہ ہے۔ دور مت جایئے، ہمارے سامنے حکیم الامۃ علامہ محمد اقبال ؒ کی شاعری کی ایک روشن اور تابناک درخشندہ مثال موجود ہے۔ ان کی آفاقی شاعری کا ایک عالم معترف اور گرویدہ ہے۔ اسی وجہ سے کہ انہوں نے شاعری کو بطور ذہنی عیاشی استعمال نہیں کیا' بلکہ اپنی شاعری سے انہوں نے جو درس دیا ہے' وہ دنیا کے سامنے عیاں ہے۔

زیر نظر کتاب میں بھی جناب احسن عزیز صاحب زید مجدہ' نے ایک خاص مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے شاعری کی ہے اور ایسی پُراثر اور آبدار نظمیں لکھی ہیں' جس سے روح میں

طراوت اور بالیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعہ مسلم نوجوان میں جہادی روح بیدار کرنے کی سعی کی ہے اور اس میں یہ پیغام پوشیدہ ہے کہ جب تک ہم اسی راہِ عزیمت کو اختیار نہیں کریں گے، ہم مسلمانانِ عالم اسی طرح طاغوتی طاقتوں، استعماری قوتوں اور استبدادی سلطنتوں کی ریشہ دوانیوں کے شکار اور ان کے پنجہ جبر وقہر میں پھنسے رہیں گے اور دن بہ دن ہمارے عقیدہ واحکام کی پامالی اور عزّتِ نفس پارہ پارہ ہوتی رہے گی اور ہم اپنی ذلت و ادبار کا منحوس تماشہ اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھا کریں گے۔ فالی اللہ المشتکی۔

راقم نے الحمدللہ پوری کتاب کو بار بار پڑھنے کی سعادت حاصل کی، اور ہر بار ایک نئے حظّ کے ساتھ اس سے مستفید اور محظوظ ہوتا رہا۔ اس پر مستزاد یہ کہ ہر سرنوشت اور عنوان کے نیچے اور حاشیہ پر قرآن وحدیث کے جو استشہادات پیش کئے گئے ہیں، ان سے معلومات میں کافی اضافہ ہو جاتا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اُمت کی جادۂ منزل اور منزل مراد تک رہنمائی کے لئے ایک بہترین اور مؤثر ذریعہ بنائے اور مصنف زید مجدہ کی اس کوشش کو ثمر بار اور بار آور فرمادے۔ آمین۔

کتبہٗ!!

محمد ابراہیم فانی عفی عنہ

خادم العلم بجامعۃ دارالعلوم الحقانیہ

اکوڑہ خٹک، نوشہرہ

۲ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ،

مطابق ۱۷ نومبر ۲۰۱۲ء

ایک حلقۂ ذکر میں احسن عزیز شہیدؒ کا تذکرہ

نوٹ: یہ تحریر اس گفتگو پر مشتمل ہے جو ممتاز شاعر، محقق، نقاد اور دانشور احمد جاوید صاحب نے اپنے احباب کی ایک مجلس میں احسن عزیز شہیدؒ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کی ہے۔ اس لیے اس کا انداز تحریر کا نہیں بلکہ تقریر کا ہے۔

آج ایک خاص الخاص ہستی کا تذکرہ کرنا ہے۔ یوں سمجھ لیں کہ ایک ایسے شخص کو یاد کرنا ہے جو ان شاء اللہ حبیب اللہ ہے، حبیب الرسول ﷺ ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کو یہاں تک چاہتے ہیں کہ خود اس کے چہیتے بن جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی نشانیاں ہیں جو اگر ہمارے درمیان موجود نہ ہوں تو چاہے کتب خانے بھرے ہوں، ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ایک اچھے اور سچے آدمی کو محبت اور ارادت کی نظر سے دیکھ لینا دین کو دل کی ان گہرائیوں میں اتار دیتا ہے، جہاں داخل ہو کر چیزیں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں، زندہ بھی، فعّال بھی، مسلسل روبہ کمال بھی۔ دس کتابوں سے بھی دین کی منتقلی کا وہ عمل نہیں ہوسکتا جو ایک متبع سنت امتی اور ایک فانی فی اللہ بندے کو دیکھ کر یا اس کے بارے میں سن کر یا اس سے محبت محسوس کر کے ہو جاتا ہے۔

جن صاحب کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں اس میں نیت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو میرے حسنات میں بہترین حسنہ کے طور پر قبول فرمائے۔ اس نیک اور صالح آدمی کے ذکر کو سننے والوں کے لیے بھی بخشش کا، نجات کا، مغفرت کا، تسکین کا اور تزکیے کا ذریعہ بنائے۔ ہم میں سے ہر شخص اس طرح کے لوگوں کا تذکرہ کرنے اور سننے کا محتاج ہے۔ ان صاحب کو نہ میں نے کبھی دیکھا نہ ان کے نام سے میں کچھ دن پہلے تک واقف تھا، نہ ان سے میرے بالواسطہ تعلقات کی بھی کوئی صورت ہے، کوئی رابطہ نہیں کسی بھی قسم کا، کسی بھی طرح کی واقفیت نہیں تھی کچھ دن پہلے تک۔ تو ہمارے محترم حافظ عبداللہ صاحب، قبلہ کا یہ احسان ہے کہ انھوں نے ان کا مجھ سے تعارف کروایا اور مجھے ان صاحب کا ایک زیر طبع مجموعۂ شاعری، مجموعۂ نعت عطا فرمایا۔ میرا تو پیشہ ہی کتاب دیکھنا دکھانا ہے، یہ مسودہ جو میں نے دیکھا ہے تو میں قسماً یہ

بات عرض کر سکتا ہوں کہ اس کا مطالعہ کرتے ہوئے میں اپنی زندگی کے بہترین تجربات اور احوال میں سے گزرا ہوں۔ یہ ایسا ہی تھا جیسے اللہ کے قرب میں بجلی کی رفتار سے آگے بڑھنے والی حالت ہو۔ یہ کیفیت اس مجموعے کے حرف حرف سے گویا میرے اندر، ایک ناقص اور تاریک آدمی کے اندر، منتقل ہو رہی تھی بغیر کسی رکاوٹ کے۔ اس مجموعے کو پڑھنے میں میرا جتنا وقت لگا، وہ ان شاء اللہ امید ہے کہ وقت کا بہترین استعمال تھا۔

ان صاحب کا تعارف ابھی بھی میں پورا نہیں کروا سکتا۔ مطلب ابھی بھی میں ان سے اس حد تک واقف نہیں ہوں کہ ان کا ایک سوانحی اور تاریخی تعارف اچھی طرح کرواسکوں، سوائے اس کے کہ ان حضرت کا نام احسن عزیز صاحب ہے رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ پاکستانی ہیں اور غالباً عمر بھی زیادہ نہیں تھی۔ یہ اپنی بیگم کے ساتھ افغان جہاد میں شریک ہونے اور طالبان (امارتِ اسلامیہ) کا ساتھ دینے کے لیے ہجرت کر گئے تھے، کچھ مدت پہلے ان دونوں میاں بیوی کو اللہ نے افغانستان کی سرحد پر شہادت سے بہرہ یاب فرمایا اور ان شاء اللہ یہ شہادت اہل بدر کی شہادت کے پیمانے پر تولی جائے گی۔

یہ وہ صاحب ہیں جو بہت گہرا جمالیاتی ذوق رکھتے تھے، انتہائی رقیق القلب، اللہ کے حضور میں رونے کے عادی، اللہ کی ثنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کو دن میں کئی مرتبہ لہک لہک کر پڑھنے اور پیش کرنے کا معمول رکھنے والے، اور کسی بھی پہلو سے دل کی ادنیٰ ترین سختی سے اللہ نے ان کو محفوظ رکھا تھا، ناموری کی خفیف ترین خواہش سے اللہ نے انھیں محفوظ رکھا تھا، کسی مردِ مومن اور مجاہد کی بڑائی اور عظمت میں خلل ڈالنے والی کمزور ترین خرابی سے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان شاء اللہ انھیں پاک رکھا تھا۔ مطلب یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ بڑائی اور عظمت کے خمیر سے گوندھ کے تخلیق کرتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی تعمیر میں، جن کی تخلیق میں کسی نقص، کسی گناہ، کسی مداہنت، کسی برائی کو داخل ہونے کا راستہ نہیں ملتا۔ تو یہ صاحب صاف لگتا تھا کہ غازی ہونے کی ذمہ داری ادا کرنے اور شہادت کی محبت میں جہاد میں گئے تھے۔ اللہ نے انھیں غازی بننے میں بھی سرخرو فرمایا کہ انھوں نے امریکہ کو شکست کھاتے ہوئے دیکھا، اور اللہ نے ان کی رغبت اور شہادت کو بھی قبول فرمایا۔ اللہ کے یہ دوست غازی کی حیثیت تک پہنچ کر شہید ہوئے۔ یہ گویا اللہ نے مجھ ایسے گرے پڑے حیلہ سازوں کو بھی دکھا دیا کہ دیکھو! ایسے ہوتے ہیں میرے اولیاء جنھیں نہ کوئی ڈر ہوتا ہے نہ غم، ہم ان سے خوش، اور وہ ہم سے راضی۔ اللہ نے احسن عزیز صاحب کو زندگی کی بھی سب

سے بڑی خوشی عطا فرمائی کہ انھیں غازیوں میں شامل فرمایا، اور مرنے کی بھی بہترین صورت نصیب فرمائی۔ انھیں زمین پر بھی بامراد رکھا، اور زیرِ زمین بھی خرم وشاد رکھا۔ ذرا دیکھیں! کیا صاف نظر نہیں آ رہا کہ اس سعید روح نے زندگی کے درخت کا بھی بہترین پھل کھایا اور موت کے دریا کا بھی سب سے سچا اور روشن موتی پالیا۔ کیا کہنے، سبحان اللہ! یہ وہ لوگ ہیں جن کی قبر کی مٹی بھی مجھ ایسوں سے زیادہ زندہ ہے۔ اللہ ہمیں ان فضائل کا ایک ذرہ، اور اِن صاحب کے جذبہ جان نثاری کا ایک شمہ ہی عطا فرما دے تو ہمارا کام بن جائے، یہاں بھی اور وہاں بھی۔

میں کیا بتاؤں، میں مدتوں جیسے کسی صحرا کی کڑی دھوپ میں چلتا رہا اس تلاش میں کہ کوئی نرم دل مجاہد مل جائے، کوئی رسول اللہ ﷺ کے اسوہ جہاد پر چلنے والا نظر آ جائے۔ مجھے اللہ نے یہ شخص دکھا دیا، اس تک پہنچا دیا، میرا رواں رواں ان کے لیے دعا گو ہے، اور میں کیا میری دعا گوئی کیا ـــــ جو کمی کسی بھی ذریعے سے پوری نہیں ہو سکتی تھی، اللہ نے میری وہ کمی ان سے متعارف کروا کے پوری کر دی۔ بھائی یہ کتاب چھپ کر آئے تو اس کو بالکل اپنے نامہ اصلاح کی طرح لیجیے گا۔ اللہ نے چاہا تو رسول اللہ ﷺ کے باطنِ اقدس سے پھوٹنے والا جذبہ جہاد بغیر کسی آمیزش کے تمھارے اندر پیدا ہوگا۔ ان شاء اللہ ان لوگوں کی برکت سے۔

یہ حالت جہاد میں لکھی ہوئی نظمیں ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ ان کے انکسار کی انتہاء ہے۔ رقت قلبی کی آخری حد پر پہنچ کر یہ نظمیں لکھی گئی ہیں۔ ورنہ حالت جہاد میں جب بم باری ہو رہی ہے، جب فائرنگ کر رہے ہیں تو ان اوقات میں یہ نظمیں وغیرہ لکھی گئی ہیں، لیکن ان نظموں میں کوئی بھی اس طرح کا دھوم دھڑکا نہیں ہے کہ ایک مجاہد اپنے کارنامے لکھ رہا ہے۔ یہ صاف لگتا ہے کہ ایک عاشق جو ہے وہ اپنے واردات لکھ رہا ہے۔ تو جو شخص اپنی رقتِ قلبی اور اپنے عشق کو حالتِ جہاد میں محفوظ نہ رکھ سکے وہ بھلا کہاں کا مجاہد ہے؟ سمجھ گئے ہیں نا آپ! تو یہ انھوں نے ایک نظم لکھی ہے اپنے ایک ساتھی کی شہادت پر، اسے تبرکاً پڑھ لیتے ہیں۔ اس پر جو نوٹ انھوں نے خود لکھا ہے وہ پہلے سن لیں:

> اپنے ایک دوست ـــــ علی کی شہادت پر لکھے گئے اشعار جو رُبع صدی (۲۵ سال!) سے زائد عرصے تلک پہلے رُوس اور پھر رُومیوں (امریکی و یورپی طواغیت) کے خلاف یک سُوئی سے برسرِ جہاد رہے اور رجب ۱۴۳۱ھ بمطابق جولائی ۲۰۱۰ء میں شہادت کا جامِ پی کر سُرخ رُو ہوئے۔

کوئی شہید غم کی تار رات دل میں بھر گیا
سعید ہو کے ہاں مگرؔ نشاط دل میں بھر گیا

وہ لڑکھڑا کے ایک شہہ سوار رَن میں کیا گرا
کہ بے شمار جذبۂ ثبات دل میں بھر گیا

دلیلِ راہ بن کے جو ستارۂ سحر رہا
بُجھا تو روشنی کی کائنات دل میں بھر گیا

(اس شعر کا جواب نہیں ہے ماشاءاللہ بلاشبہہ یہ جیسے اپنے بارے میں کہہ رہے ہیں)

فقیرِ تشنہ کامؔ پر سخی بھی ایسی شان کا
جو اُلفتوں کے دجلہ و فُرات دل میں بھر گیا

گیا تو ساتھ ساتھ ہی ہمارے دل بھی لے گیا
وہ قربتوں کی ایسی کیفیات دل میں بھر گیا

جدائیوں کے زخم بھر گئے خیالِ خُلد سے
حسین منزلوں کی خواہشات دل میں بھر گیا

اب اُس کی یاد مُنسلک ہے جنتوں کی یاد سے
سفیرِ جنّتاں، مُبَشّرات دل میں بھر گیا

اَٹل ہے موت کا مزا، تو رشک ایسے جام پر
وہ جس کا گھونٹ مستیٔ حیات دل میں بھر گیا

جہاں میں تیغِ عِلم کو، عمل کی آب جس نے دی
سَروشِ غیب اُس کی بات بات دل میں بھر گیا

سبحان اللہ، یہ بڑی قادر الکلامی والی نظم ہے۔ میں نے ابھی سنائی، تو یہ بحر بہت مشکل بحر ہے۔ اس بحر میں عام شاعر شعر نہیں کہہ سکتا۔ جو کہتا بھی ہے وہ اس میں بہت مشکل سے شعر کہے گا۔ بہت کم کم استعمال ہونے والی بحر ہے لیکن یہ بحر جہاد کی بحر ہے غزیٰ کی بحر ہے۔

یہ نظم بھی اس بحر میں ہے سن لیجیے:

دُھوپ نکلنے تلک اعتبار مت کرنا
موم کے سُتونوں پر اِنحصار مت کرنا
آندھیوں سے دُشمنی رکھنا چاہتے ہو نا!
ریت کے گھروں سے پھر اتنا پیار مت کرنا

آدمی کے مَن میں بھی اِک محاذ ہوتا ہے
بس پرائے دُشمنوں ہی پہ وار مت کرنا
سچ کی ناؤ پر ہو گر، بادبان کھول کر
مُوافق ہواؤں کا انتظار مت کرنا

پھر نہ کوئی بادشاہ چھین لے یہ کشتیاں
سادہ اپنے عِلم کو تاب دار مت کرنا
مغربی سفینوں نے ڈوبنا ضرور ہے
اپنے نونہالوں کو یوں سوار مت کرنا

ماں! بچھڑ کے، تو مجھے جنتوں میں پائے گی
اِس زمین پر مرا انتظار مت کرنا!

کیا کہنا، جو کہا اس پر عمل بھی کر دکھایا۔ ان کے دل کی تڑپ ذرا ان اشعار میں دیکھیے:

کہاں ہیں اہلِ فکر؟ جن کی سوچ کے دھارے
مری مظلوم اِس اُمت کا رُخ بدل ڈالیں
کدھر ہیں اہلِ ہنر؟ جن کی دست کاری سے
ستم زدوں کو میسر ہوں تیغ اور ڈھالیں
کہاں گیا وہ مُعلِّم ؟ جو میرے بچوں کو
حَسن ؓ حُسینؓ کے اُسوے کا درس سکھلائے
میں ڈھونڈتا ہوں شہر کا طبیب جس کا فن
کسی محاذ پر تڑپتی جاں کا مرہم ہو!
کدھر ہے میرے محلے کا خوش نوا واعِظ؟
جو کافروں کے تسلُّط پہ آج برہم ہو

کہاں گئے محقِقین؟ جن کی تحقیقیں
عدو کے ٹینک اور توپوں کا توڑ ہی کر دیں

سارا دل ان کا روشنی سے بھرا ہوا تھا۔ شاعری وغیرہ ان حضرات کے مرتبے سے کم تر چیز ہے۔ اس کو شاعری کی نظر سے نہیں بلکہ ان کی شخصیت کے اظہار کے طور پہ دیکھنا چاہیے۔ حافظ عبداللہ صاحب کل بتا رہے تھے کہ یہ نعتیں اور اپنا کلام ترنم سے بھی پڑھا کرتے تھے، بہت خوش الحان تھے شاعری پڑھنے میں بھی۔ ان کے پاس ان کی کچھ آوازیں بھی محفوظ ہیں اللہ کرے کہ یہ آوازیں بھی نشر کر دی جائیں تو ان کا اثر بہت زیادہ ہوگا۔ بس دعا کریں کہ اللہ اپنے ان اچھے بندوں کی پیروی کی توفیق ہمیں بھی عطا کر دے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا نام ان منافقین میں نہ شامل ہونے دے جو جہاد کی مخالفت کرتے ہیں اپنی بزدلی اور بے حمیتی کو چھپانے کے لیے۔ اللہ تعالیٰ اپنی یاد کو ہمارے مجاہد بنے رہنے کا سبب بنائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی یاد اپنے حضور سے نرم پڑ چکے ہوئے دل کو مجاہد کا قلب بنائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ رقیق القلبی اور وہ مضبوطی بیک آن عطا فرمائیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص الخاص اسوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ عبادت کا ذوق نصیب فرمائیں، شہادت کا شوق نصیب فرمائیں اور غازی بننے کو ذمہ داری سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

ہمارے دین کا مقصد اعظم ہے اللہ کی محبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشق پیدا ہونا، لیکن ہمارے دین کا ایک امتیاز ہے، ایک معجزاتی انفرادیت ہے کہ ہمارے یہاں یہ عشق اور محبت نسائیت سے، زنانہ پن سے پاک ہے۔ یہ ہندوؤں کی طرح نسائیت نہیں رکھتا، عیسائیوں کی طرح یہ محبت زنانہ پن نہیں رکھتی، یہ محبت مردانگی کے ساتھ ہے، رجوعیت کے ساتھ ہے، شکوہ کے ساتھ ہے۔ لہٰذا وہ شخص اللہ کا عاشق اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محب نہیں ہے جو احوال میں مجاہد نہ ہو۔ ہمارے یہاں عاشق اور مجاہد ہم معنی الفاظ ہیں۔ جو شخص بھی اپنی ذات میں، اپنے احوال میں ان دو کے معنی کو جدا کرے گا، وہ اس دین کے ساتھ وابستگی میں ناقص ہے، ادھورا ہے، خام ہے۔ ہمارا عشق مردان خدا والا عشق ہے، زنان دنیا والا عشق نہیں ہے۔ مردان خدا کا عشق کیفیت جہاد اور حالتِ جہاد اور جذبہ جاں نثاری کے ساتھ ہوتا ہے۔

ہم کیا کر سکتے ہیں لیکن بڑا اچھا ہو اگر ان صاحب کی بلندی درجات کے لیے ہم لوگ دو دو رکعت پڑھ کر دعا کریں، اور ساتھ میں یہ غرض بھی رکھیں کہ یا اللہ اگر ہمارے شوقِ شہادت میں کوئی کسر رہ

گئی ہے تو وہ پوری فرما دیجیے ایسے لوگوں کی برکت سے۔ یا اللہ ہمیں شہیدوں سے محبت ہے، اس کو شہادت کی محبت سے بھی بدل دیں تو آپ سے کیا بعید ہے۔

چارلس لیمب ایک بہت بڑا ادیب اور مفکر گزرا ہے۔ اس نے شیکسپیئر پر جو کمنٹریز لکھی ہیں وہ سند ہیں۔ شیکسپیئر کو پڑھنے والوں کے لیے لازم ہے کہ وہ ان کو بھی پڑھ لیں، بہت مقبول بہت مشہور۔ تو اس سے کسی نے پوچھا کہ تمھاری زندگی میں، تمھارے مشاہدات میں سب سے عجیب مشاہدہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ میرا بہت زیادہ عجیب مشاہدہ ہے مسلمانوں سے متعلق، کہ یہ لوگ غائبانہ محبت کرنے کی روایت رکھتے ہیں، یعنی یہ جن کو نہیں جانتے، جن کو انھوں نے کبھی نہ دیکھا ہو، یہ اُن ہستیوں سے بھی بالکل جان لٹا دینے والی محبت کرنے پر قادر ہیں۔ ان کے اندر ایک عجیب جذبہ محبت ہے جس میں محبوب کا نظر کے سامنے ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ وہ ان دیکھے تک بھی مار کرتی ہے۔ واقعی ہمارے یہاں ہمارے دین کی برکت سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معجزاتی شان کی برکت سے مسلمانوں میں یہ سپرٹ بہت ہے کہ یہ نادیدہ لوگوں، ان جانے حضرات سے محبت اسی طرح محسوس کر سکتے ہیں جس طرح لوگ دیکھے ہوئے محبوبوں سے کرتے ہیں۔ اب دیکھیں یہ صاحب ہمارے لیے مکمل طور پر ان دیکھے ہیں لیکن ایسی شدتِ محبت ان سے پیدا ہوگئی جو اکثر دیکھے ہوئے نیک لوگوں کے ساتھ نہیں محسوس ہوتی، تو اللہ اس محبت کو اپنی محبوبیت کے لیے استعمال کروادے۔ اللہ انھیں محبوب بنائے اس لیے کہ ہم اللہ کو محبوب بنانے میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

وہ ایک صحابیؓ کا واقعہ ہے نا! وہ واقعہ کیا ہے سمجھیں تعلیم ایمان ہے کہ یہ دین اپنے پورے اختصاص کے ساتھ مجسم ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ مطلب، کمال بندگی کا حاصل، اللہ کے ساتھ تعلق میں انتہائی کمال کو پہنچا ہوا آدمی کیا ہوتا ہے؟ وہ آپ اس وقت تک نہیں سمجھ سکتے جب تک آپ اس واقعے سے واقف نہ ہوں۔ آپ کی سمجھ میں کوئی نہ کوئی کمی رہ جائے گی حتیٰ کہ آپ اس واقعے سے واقفیت پیدا کریں۔ یہ واقعہ گویا بندگی کے کمال کو مجسم کر کے سامنے لے آتا ہے۔ یہ واقعہ اللہ کے ساتھ اپنے تعلق کا حق اپنی انتہائی شکل میں کیسے ادا ہوتا ہے، وہ سامنے لے آتا ہے۔

ایک جگہ پہرے پر ایک صحابیؓ کو کھڑا کیا گیا اور باقی جو صحابہؓ تھے وہ سو گئے۔ وہ کوئی ایسی جگہ تھی جہاں ارد گرد دشمن موجود تھے۔ خیر، وہ صحابیؓ پہرے پر کھڑے ہو گئے۔ باقی حضرات پروگرام کے مطابق سونے کے لیے چلے گئے۔ رات کے کسی پہر اُن حضرات کی آنکھ کراہنے کی آواز کی وجہ سے

کھل گئی۔ خیمے کے باہر کوئی کراہ رہا تھا اور یہ کراہ ایسی تھی کہ جیسے کوئی آدمی شدید درد و تکلیف میں منہ سے نکلنے والی آواز کو روکنے کی کوشش کر رہا ہو مگر یہ کوشش کامیاب نہ ہو رہی ہو۔ یہ حضرات فوراً باہر نکلے۔ انھیں یہی لگا کہ کراہنے کی یہ آواز اُنھی صاحب کی ہے جو پہرے پر تھے۔ باہر نکل کر دیکھا کہ وہ صاحب تیروں سے چھلنی ہو کر زمین پر پڑے تھے، اور سخت تکلیف میں تھے۔ اور کئی تیر ان کے جسم مبارک میں کھبے ہوئے تھے، آپ جانتے ہیں نا کہ تیر کی نوک جو ہدف کو لگتی ہے لوہے کی، فولاد کی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے تیر لگنے کا درد بہت ہوتا ہے غالباً بندوق کی گولی سے بھی زیادہ۔ اور پھر یہ لوہا بھی کھردرا اور دھار والا ہوتا ہے۔ تو اس طرح کے کئی تیر ان کے جسم میں پیوست تھے۔ ان حضرات نے پوچھا کہ آپ نے اتنے تیر خاموشی سے کھا لیے! پہلا ہی تیر لگنے پر پکار دیتے تو ہم آجاتے اور اتنی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی۔ اب سنیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پروردۂ تربیت نے کیا جواب دیا، ایسا جواب کہ جبریلؑ بھی سن کر وجد میں آ گئے ہوں گے۔ فرمایا، اصل میں میں نے نفل کی نیت باندھ لی تھی اور اپنی ایک محبوب سورت پڑھ رہا تھا کہ پہلا تیر لگا۔ تکلیف تو ہوئی مگر مجھے اچھا نہیں لگا کہ سورت مختصر کر کے نماز کو جلدی سے ختم کر دوں۔ یہ سارے تیر میں نے سورت اور نماز کو مکمل کرتے ہوئے کھائے ہیں۔ یہ ہے وہ مقام جہاں عاشق اور مجاہد ہم معنی ہے۔ اللہ نے چاہا تو شہید احسن عزیزؒ بھی اسی مقام بلند پر اِنھی صحابیؓ کے قدموں میں مقیم ہوں گے۔ یا اللہ ایسا ہی ہو! یا رحمٰن ایسا ہی ہو۔

احمد جاوید

۹ نومبر ۲۰۱۲ء

اُسی کے نام سب کچھ ہے!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

وَقُرَّۃِ اَعْیُنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسُرُوْرِ قُلُوْبِ الْمُسْلِمِیْنَ

صاحبِ کتاب ''تلبیسِ ابلیس'' ___ عبدالرحمن ابنِ جوزیؒ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن میرے نامہ اعمال میں کوئی چیز بے مقصد نہ نکلے گی' ایسی ہی بات ایک اور پیرائے میں امیر المؤمنین حضرت سید احمد شہیدؒ نے بھی فرمائی کہ: ''میں نے مدّۃ العمر.... (ایسا) کوئی کام نہیں کیا' جس میں رضائے الٰہی کی نیت نہ ہو''۔

کہاں ہمارے یہ اسلاف اور کہاں ہمارے اعمال؟ کہاں ان بزرگوں کی قیمتی باتیں اور کردار ___ کہ جن کی روشنی' خود اُن کے لیے قیامت تلک صدقۂ جاریہ ہے ___ اور کہاں ہمارے بے وقعت اقلام سے نکلی ہوئی بے وزن باتیں۔ اور اس سے بھی بڑھ کر اُفتاد یہ حقیقت کہ قبر میں انسان کو اپنے ہر عمل کا حساب بھی دینا ہے! یعنی ہر لفظ کا حساب اور پھر ہر حرف پر ثواب یا عذاب! **فیا غفّار المذنبین ویا ارحم الراحمین ___ ویا ذاالجلال والاکرام ___ ویا حی یاقیوم برحمتک نستغیث!** تاہم اپنی بساط کی حد تک میں نے' چند اہل اللہ کو اپنے اشعار و نثر دِکھانے کی سعی ضرور کی ہے کہ میری تحریروں میں کوئی بات مزاجِ شریعت کے خلاف محسوس نہ ہو۔

دوسری گزارش قارئین و ''سامعین'' سے خصوصاً یہ ہے کہ نظموں و شاعری کو وظیفۂ شام وسحر ___ اللہ کے واسطے مت بنایئے۔ کبھی دِل کی تازگی اور جذبۂ عبودیت یا تذکیر کے لیے کوئی نظم یا ترانہ سُن لینا ایک بات ہے اور رات دن کانوں میں سمّاع [آلۂ سماعت] لگا کر' سماع'' میں مصروف رہنا ایک دوسری بات! قبر کی تاریکیوں میں' برزخ کے طویل سفر میں اور آخرت کے منڈلاتے عذابوں کے خطرے تلے جہاں انبیاء علیہم السلام بھی ''نفسی نفسی'' پکار رہے ہوں

گے' ___ ہمارا یہ گھنٹوں تلک نظمیں سننا کیا کام آئے گا؟ ایک مباح چیز جب سببِ غفلت بن جائے تو جائز کب رہی؟ جب شرائطِ سماع نہ رہیں تو یہ سارا عمل مکروہات میں کیوں نہ شمار ہو؟ اور جب ان سب کو تصویری اور فلمی قالب میں ڈھال دیا جائے تو ان حرام امور کے مرتکبین پر سے مصائب کو کون ہے جو ٹال سکے؟ ایک اور مصیبت' کمپیوٹر کے ذریعے ___ نظموں کے ساتھ صوتی موسیقی کا استعمال ہے' اردو کے ساتھ ساتھ پشتو ترانوں میں خصوصاً یہ قباحت بہت زیادہ سرایت کرگئی ہے۔ ان سب باتوں سے بچنا اور دوسروں کو بچانا از حد ضروری ہے۔

اس لیے گزارش ہے کہ شعروسخن کے محاذ کو اپنے حدود میں رکھیے۔ یہ چیزیں اسبابِ سفر میں معین ومدد تو ہو سکتی ہیں' اصل زادِ سفر بہر حال نہیں ہیں۔ کثرتِ تلاوت اور کثرتِ ذکر کی جگہ جب کثرتِ ترانہ ونظم اور اعلام وافلام لے لیں تو یقین جانیے کہ یہ گھاٹے کا سودا ہے۔ ندائے ربّانی ہے؛

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا o وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا o هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا o

(الاحزاب: ۴۱۔۴۳)

''اے اہل ایمان! خدا کا بہت ذکر کیا کرو۔ اور صبح شام اُس کی پاکی بیان کرتے رہو۔ وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اُس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور خدا مومنوں پر مہربان ہے''۔

تفسیرِ عثمانیؒ میں ان آیاتِ کریمہ کی شرح میں رقم ہے؛

''یعنی اللہ کو بکثرت یاد کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ اپنی رحمت تم پر نازل کرتا ہے جو فرشتوں کے توسط سے آتی ہے۔ یہ رحمت و برکت ہے جو تمھارا ہاتھ پکڑ کر جہالت وضلالت کی اندھیریوں سے علم وتقویٰ کے اجالے میں لاتی ہے۔ اگر اللہ کی خاص مہربانی ایمان والوں پر نہ ہو تو دولتِ ایمان کہاں سے ملے اور کیوں کر محفوظ رہے؟ اسی کی مہربانی سے مومنین رشد وہدایت اور

ایمان واحسان کی راہوں میں ترقی کرتے ہیں۔ یہ تو دنیا میں ان کا حال ہوا' آخرت کا اعزاز و اکرام آگے مذکور ہے... ''۔

پس عبث ہے یہ کتاب' اس کی پیش کش' پھیلاؤ اور مطالعہ... اگر یہ غفلت عن اللہ کا سبب بنے۔

ساتھ ہی یہ بات بھی عرض کرتا چلوں کہ میری یہ نگارشات واشعار اُن افراد یا گروہوں کے ترجمان ہرگز نہیں' جن کے ہاتھ معصوم مسلمانوں کے خون سے رنگین ہوں' اللہ کے گھروں کی حرمت جن کے ہاتھوں پامال ہوتی ہو' اور جو اہلِ ایمان کے مال و دولت کو بِنا کسی استحقاق کے' مالِ غنیمت قرار دیتے ہوں۔ میں ایسے افراد اور گروہوں کی ترجمانی کرنے والی کتب' رسائل اور ویب سائٹس کو یہ نظمیں شائع کرنے کا حق نہیں دیتا۔ نیز میں ایسے افراد اور گروہوں کے غیر شرعی اعمال سے بری ہوں۔

(احسن عزیز یکم محرم' ۱۴۳۳ ہجری نبوی)

جلّ وعزّ

مُناجات

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَاَخَذْنٰھُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّھُمْ یَتَضَرَّعُوْنَ o
فَلَوْ لَآ اِذْ جَآءَھُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا...

(سورۃ الأنعام: ۴۲۔۴۳)

''اور ہم نے تم سے پہلے بہت سی اُمتوں کی طرف پیغمبر بھیجے۔ پھر اُن کی نافرمانیوں کے سبب ہم انھیں سختیوں اور تکلیفوں میں پکڑتے رہے تاکہ عاجزی کریں۔ تو جب اُن پر ہمارا عذاب آتا رہا' کیوں نہیں عاجزی کرتے رہے...''

میرے مالک! تو ہم سے خفا ہے اگر
چھوڑ کر تجھ کو جائیں تو جائیں کدھر
یہ ندامت کے آنسو' شکستہ جگر
لے کے آئے ہیں' تیری رضا ہے اگر
بن ترے کوئی ملجا ہے نہ کوئی در
چھوڑ کر تجھ کو جائیں تو جائیں کدھر

تیری رحمت کی ربّاہ! بس اِک نظر
بخش دے ہر خطا' ہم سے کر درگزر
میرے مالک! تو ہم سے خفا ہے اگر

آفتیں قحط و سیلاب کی ' زلزلے
پھر بنامِ مدد ' کفر کے قافلے
اور مُسلَّط یہ اغیار کے فیصلے
اپنے اَعمال کی یہ سزا ہے اگر
بِن ترے کوئی ملجا ہے نہ کوئی در
چھوڑ کر تجھ کو جائیں تو جائیں کدھر

تیری رحمت کی رَبّاہ ! بس اِک نظر
بخش دے ہر خطا ' ہم سے کر درگزر
میرے مالک ! تو ہم سے خفا ہے اگر

تیرے اَعداء مسلسل اُبھرتے رہے
ہم مگر پھول اُنھیں پیش کرتے رہے
زر ' زمین اور زن ہی پہ مرتے رہے
بس کرم ہے ترا کچھ بچا ہے اگر
بِن ترے کوئی ملجا ہے نہ کوئی در
چھوڑ کر تجھ کو جائیں تو جائیں کدھر

تیری رحمت کی رَبّاہ ! بس اِک نظر
بخش دے ہر خطا ' ہم سے کر درگزر
میرے مالک ! تو ہم سے خفا ہے اگر

تیرے کشمیر و افغاں سے غادِر ہمیں
جان ہوتے ہوئے غیر قادِر ہمیں
اتنے وافِر، مگر پھر بھی نادِر ہمیں
معرکہ خیر و شر کا بپا ہے اگر
بِن ترے کوئی ملجا ہے نہ کوئی در
چھوڑ کر تجھ کو جائیں تو جائیں کدھر

تیری رحمت کی ربّاہ ! بس اِک نظر
بخش دے ہر خطا، ہم سے کر درگزر
میرے مالک ! تو ہم سے خفا ہے اگر

ہیں یہود و نصاریٰ تو بیدار سب
دِیں مٹانے کی بابت ہیں تیار سب
سو رہے میری ملت کے غم خوار سب
اجنبی ہے، کوئی جاگتا ہے اگر
بِن ترے کوئی ملجا ہے نہ کوئی در
چھوڑ کر تجھ کو جائیں تو جائیں کدھر

تیری رحمت کی ربّاہ ! بس اِک نظر
بخش دے ہر خطا، ہم سے کر درگزر
میرے مالک ! تو ہم سے خفا ہے اگر

مسجدِ بابری رام مندر بنی
منتظر کب سے ہے' کاش آئے کوئی
کیسے پہنچے مگر وقت کا غزنوی
راہ زن ہیں بہت 'راستہ ہے اگر
بِن ترے کوئی ملجا ہے نہ کوئی در
چھوڑ کر تجھ کو جائیں تو جائیں کدھر

تیری رحمت کی رَبّاہ ! بس اِک نظر
بخش دے ہر خطا' ہم سے کر درگزر
میرے مالک ! تو ہم سے خفا ہے اگر

ایک بیٹی جو مغرب میں قیدی بنی
تا بہ مشرق' ہے یہ حکم اُٹھیں سبھی
پر ہے قاسمؒ نہ اب مُعتَصِمؒ ہی کوئی
بلکہ مجرم ہے' کوئی بڑھا ہے اگر
بِن ترے کوئی ملجا ہے نہ کوئی در
چھوڑ کر تجھ کو جائیں تو جائیں کدھر

تیری رحمت کی رَبّاہ ! بس اِک نظر
بخش دے ہر خطا' ہم سے کر درگزر
میرے مالک ! تو ہم سے خفا ہے اگر

ہم کو توفیق دے، ہم کو سنبھال لے
اپنی رَہ میں یہ جانیں، یہ اموال لے
ہم کو زُمرہ مقبول میں ڈال لے
اِن دلوں میں جو ایماں ذرا ہے اگر
بِن ترے کوئی ملجا ہے نہ کوئی در
چھوڑ کر تجھ کو جائیں تو جائیں کدھر

تیری رحمت کی رَبّاہ ! بس اِک نظر
بخش دے ہر خطا، ہم سے کر درگزر
میرے مالک ! تو ہم سے خفا ہے اگر

صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَنِي اللّٰہُ فِدَاہُ

فراقِ حبیب

((اِذَا اَصَابَ اَحَدَکُمْ مُصِیبَۃٌ فَلْیَذْکُرْ مُصِیبَتَہٗ بِیْ فَاِنَّھَا مِنْ اَعْظَمِ الْمَصَائِبِ))

(حدیث صحیح، رواہ سیوطي ﷫ في جامع الصغیر)

''جب تم میں سے کسی کو کوئی بھی مصیبت پہنچے تو اُسے چاہیے کہ وہ اپنی اُس مصیبت کو یاد کرے جو میرے (فقدان ورحلت کے) بسبب اُسے پہنچی ہے، کیونکہ تمام مصیبتوں میں یہی سب سے بڑی ہے''۔

میں تری مُفارقت میں کیوں جاں نہ یہ جلاؤں؟ ترا غم ملے تو کیونکر کوئی اور غم اُٹھاؤں؟
ترے نقشِ پا پہ چل کر، میں بہشت میں جو جاؤں، مری سرخوشی یہی ہو، تری قربتیں میں پاؤں

تری سُنّتوں کی بابت، نہ عمل میں کچھ کمی ہو، مرے دل میں آگہی ہو، مرا راستہ یہی ہو
تری چاہتیں ہیں جتنی، میں سبھی کو جا سناؤں، کبھی نور کی ہو دعوت، کبھی نار سے ڈراؤں

مری زندگی ہو شعلہ، جو غنیم ہی پہ برسے، ہو نسیم خُلُق میرا کہ چمن کبھی نہ ترسے
مری آنکھ میں چمک ہو، تری پیروی کے صدقے، مرے قلب میں کسک ہو، جو کبھی میں بھول جاؤں

مرا غم ہو تیری ملت، یہی غم مری خوشی ہو، کبھی رو پڑوں خوشی میں، کہیں غم میں مسکراؤں
کہ ہرا ہو تیرا گلشن، میں وہ سَیلِ اشک لاؤں، یہ خزاں بہار ہو گر، میں رگوں کا خوں بہاؤں

نہ ہوفکرِ اہلِ دانش، میں جُنوں کی بات مانوں، کہ نوائے عقل جانوں نہ ہوائے دل کو آؤں
تری حرمتوں کی بابت، میں بہر محاذ پہنچوں، ترے حق پہ جان دے دوں، ترے دِیں کے کام آؤں

تری دِید کی طلب میں کوئی رَزم پھر سجاؤں، کہ سفر کو طول ہی دوں نہ فِراق کو بڑھاؤں
مرا قصد ہو بس اتنا، مری شامِ ہجر بیتے، مرا کارواں تو جیتے، میں مگر شکست کھاؤں

اے حبیبِ منﷺ! تجھی پہ مرا مال، جاں فدا ہو! ترے پیار کا تشکُّر بھلا پھر بھی کب ادا ہو
یہی بس مری دعا ہو، کہ ہو سحر یا مَسا ہو، میں سلام تجھ پہ بھیجوں، میں دُرود پڑھتا جاؤں

علیٰ سیّدِنا و قُرّۃِ عُیُونِنَا

سلامِ غریب

" واَوصاني (والدي) بمواظبة الصّلوٰةِ على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كُلّ يوم وقال بِهَا وَجَدْنَامَاوَجَدْنَا"۔

(القول الجميل في بيان سواء السبيل' شاہ ولی اللہ دھلوی علیہ الرحمۃ)

''اور میرے والد نے مجھے نصیحت کی ___ ہر روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف پڑھنے کی ہیشگی کی ___ اور یہ بھی فرمایا کہ اسی (کثرتِ دُرود کی برکت) سے ہم نے پایا' جو کچھ بھی پایا''۔

مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''ایک نکتہ عجیب ہے' دُرود شریف کے متعلق! وہ یہ کہ علماء نے لکھا ہے کہ عبادتیں تو کبھی قبول ہوتی ہیں کبھی نہیں اور درود شریف ہمیشہ مقبول ہی ہوتا ہے۔ میرے خیال میں اس کا یہ راز معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کرنا چاہتے ہیں' [چنانچہ اگر] دوسرا اسی کی درخواست کرے گا تو ضرور قبول ہوگی''۔

(ملفوظاتِ حکیم الامتؒ ج ۲ ص ۳۰۳)

بادشاہِ مومِناںؐ ! اے ھادی و رَسُولؐ!
عاجِز و فقیر کا سلام ہو قبول

کُھل گئی نظر مری بس اِک دُعا کے ساتھ
سُرمہ ہو مرا جو اُنؐ کے نقشِ پا کی دُھول

چاند تیری چاندنی کا کیا کروں گا میں؟
میرے ساتھ ساتھ نُورِ اُسوۂ رسولؐ

کیوں مہک پڑا چمن، تھا خوش خرام کون؟

عنبر و گلاب و یاسمیں ہوئے فُضُول

اُنؐ کی رَہ سے ہٹ رَہوں پہ ہر سمے خزاں

اُنؐ کے سچّے عاشقوں کی بات بات پھول

صادِقوں کی محفلوں میں ہر طرف بہار

کاذِبوں کے دشت و بَن میں سَرُو بھی ببول

ماؤ! بہنو! بیٹیو! اُدھر نہیں اِدھر

چھوڑ کر گئے جو ہیں نمونۂ بتولؓ

عشق اُنؐ کے روضے تک تو لے گیا مجھے

خود ادب نے پھر وہاں سکھا دیئے اُصول

خونِ صد ہزار آرزو سے ایک نعت!

عشق جان سوز ہے! نہ ہو کسی کی بھول

صلی اللہ علیہ و سلم

یادِ حبیب

قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((یَا بُنَیَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِیَ لَیْسَ فِیْ قَلْبِکَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ)) ثُمَّ قَالَ لِیْ: ((یَا بُنَیَّ وَ ذٰلِکَ مِنْ سُنَّتِیْ وَ مَنْ اَحْیَا سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحْیَانِیْ وَمَنْ اَحْیَانِیْ کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّۃِ))

(رواہ الترمذي، کتاب العلم، باب مَا جَاءَ فِي الأخْذِ بِالسُّنَّۃِ وَاجْتِنَابِ الْبِدَعِ)

''انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! اگر تو صبح اور شام اس حالت میں کرنے کی قدرت رکھے کہ تیرے دل میں کسی کے لئے حسد اور بدخواہی نہ ہو تو ایسا کر' پھر مجھ سے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! یہ عمل میری سنّت ہے اور جس نے میری سنّت کو زندہ کیا' اُس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا تو وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا''۔

حبیبِ سیّدِ کونین ؐ ہونے کی تمنّا ہے
بس اِس قیمت پہ ہر اِک چیز کھونے کی تمنّا ہے

بُرا کیا ہے اگر اِس دُکھ میں یہ آنکھیں ہی بُجھ جائیں
اب اُن ؐ کی دِید تک پیہم ہی رونے کی تمنّا ہے

میں اُن ؐ کے پیار کے جھنڈے لگا دوں ایک اِک دل میں
سبھی کے دِل میں اپنا دل سمونے کی تمنّا ہے

ہیں دیوانے تو دیوانے! اِنھیں اشکوں کی کیا قلّت
کہ فرزانوں کو اس میٹھ میں بھگونے کی تمنّا ہے

ہے کیسا عشق، وہ غم میں ہمارے، خون میں ڈوبیں
ہمیں لیکن یہ غم اشکوں سے دھونے کی تمنّا ہے

وہ اُن کے نام کی حُرمت! اِدھر یہ سر سلامت بھی
جگر کے خوں سے اب یہ داغ دھونے کی تمنّا ہے

کسی کی ہے تمنّا ہوں زمیں پر تخت، سونے کے
کسی کی مدفنِ طیبہ میں سونے کی تمنا ہے

اگر نہ جامِ کوثر تک ہی اپنے چشم و لب پہنچے
عبث پھر بارِ جسم و جان ڈھونے کی تمنّا ہے!

خیال وخواب سے، نظروں سے تصویریں ہٹادو، گر
نِگہ میں جلوہ ٔ جاناں سمونے کی تمنّا ہے

سَلاموں سے، دُرُودوں سے مُعَطّر ہو مرا جیون
بچی سانسوں میں یہ غنچے پِرونے کی تمنّا ہے!

رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ

سیّدنا حضرت بِلال

سیّدنا بلالِ حَبَشیؓ، موذِّنِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے سچے عاشقِ زار۔ مؤرخین فرماتے ہیں کہ جب سیدنا حضرت بلال بن رِباحؓ کی وفات کا وقت آیا تو ترنم سے یہ شعر پڑھنے لگے:

غَدًا نَلْقَی الْاَحِبَّہْ ــــ مُحَمَّدًا وَّ صَحْبَہْ

موت کا قُرب بھانپ کر آپ کی اہلیہ محترمہؓ پکار اُٹھیں: وَا وَیلَاہ! "ہائے رے مصیبت!"
اس پر بلالؓ فرمانے لگے: وَا فَرحَاہ! "ہائے رے خوشی"۔

مرے سیّدؓ!
ترے ایمان کی حِدّت
مجھے چودہ قرن کے بعد بھی
تیرے حسیں تذکار میں
محسوس ہوتی ہے!
میں اپنے گوشِ دل کو آج بھی جب
جانبِ طَیبہ جھکاتا ہوں
تری آواز پاتا ہوں!
مرے وِجدان نے

تیری محبت کی تمازت کو

سدا سمجھا ہے، جانا ہے

ترا اِحسان مانا ہے!

دہکتی ریت پر

اُس چلچلاتی دھوپ میں

تیرا اَحد کہنا ___

سبھی اَبنائے آدمؑ پر

ترا احسان ہی تو تھا!

یہی تھی وہ گواہی جس نے اپنے وقت کے

ہامان اور فرعون کی نخوت کو توڑا تھا!

ترا ایمان ہی تو تھا ___

کہ جس نے رَزم گاہوں میں

لہو اُن کا نچوڑا تھا!

یہ تیرا مان ہی تو تھا

کہ جس نے جادۂ ہمت پہ چھوڑا تھا ___

ستم کی چکّیوں میں پستے جسموں

آگ میں پامال روحوں کو!

قیامت سے بہت پہلے

قیامت تک جھنجوڑا تھا!

مرے سیّدؐ!

مرا اِدراک ___

تیری اُس نوائے سوز کو

اِس عکس اور آواز کے ہنگام میں

اِس بے خدا اِعلام میں

اب بھی یونہی محسوس کرتا ہے!

کسی دریا کنارے اک بیاباں میں

کوئی ایمان کی بستی

اذاں سے گونجتی ہے جب

مجھے سارے مناروں، سب مآذن سے

ندائے عشق تیری

گونجتی محسوس ہوتی ہے

دلوں میں راحتوں کے بیج بوتی ہے!

فضا جب لمعۂ توحید سے پُرنور ہوتی ہے

میں اُس آواز پر لبیک کہنا چاہتا تو ہوں ___

مگر محروم رہتا ہوں!!!

کہ میرے عہد کے جھوٹے خداؤں نے

ترے ایام کے اُن دیوتاؤں سے

جفا کے یہ سبھی انداز سیکھے ہیں!

مرے سیّدؓ!
مرے دِل نے
تری عظمت کو، رِفعت کو
ہمیشہ یاد رکھا ہے!
کہ یومِ فتحِ اعظم پر
ترے محبوبؐ کا ___ تجھ کو
اور ابنِ زیدؓ کو لے کر
دَرونِ کعبۂ اَطہر
وہ سجدہ ریز ہو جانا! ❁
مجھے جب یاد آتا ہے
تو یہ تاریخ کا قصّہ
مرا ایماں بڑھاتا ہے!
غلاموں کی غلامی پر
مجھے تب رشک آتا ہے
مجھے آزادیاں یہ کُھلنے لگتی ہیں
مرے من میں بغاوت کی ہوائیں چلنے لگتی ہیں!
تب اِن آفاق و انفُس کے سبھی جھوٹے خداؤں کی
قبائیں جلنے لگتی ہیں!
غلامی اور غلامی اور غلامی کی ادائیں

قالبِ خاکی میں میرے

ڈھلنے لگتی ہیں!

مرے سیّدؐ!

یہاں اِن برف زاروں میں

کہیں چودہ قرن کے بعد بھی

تیری محبت کے شرارے

مجھ سے کہتے ہیں ___

محمدؐ کی غلامی سے

جو دل آزاد رہتے ہیں

کہاں آباد رہتے ہیں!

❁ غزوۂ مکّہ کے موقع پر رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ' کعبۃ اللہ کے اندر داخل ہونے والی دو مبارک ہستیاں' ایک آزاد کردہ غلام (بلالؓ) اور ایک آزاد کردہ غلام (زیدؓ) کے بیٹے (اسامہؓ) کی تھیں۔

رَضِيَ اللهُ تعالیٰ عَنہُ

سیّدنا حضرت ابوسُفیان

جیتا تھا بتوں کے لیے اب حق پہ فدا ہوں
تم میری محبت کا اِمالہ بھی تو دیکھو

"احزاب" میں مطلوب تھا "یرموک" میں طالب
تاریک شبوں کا یہ اِزالہ بھی تو دیکھو

وہ دن بھی تھے یہ نور بجھانے کی تڑپ تھی
اب ماہِ مدینہؐ کا یہ ہالہ بھی تو دیکھو

محبت فیصلہ کُن ہے!

((اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یَنْفَعُنِیْ حُبُّهٗ عِنْدَكَ' اَللّٰھُمَّ مَا رَزَقْتَنِیْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِیْ فِیْمَا تُحِبُّ' اَللّٰھُمَّ وَمَا زَوَیْتَ عَنِّیْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ لِیْ فَرَاغًا فِیْمَا تُحِبُّ))

(رواه الترمذي عن عبدالله بن يزيد الخطمي ﷺ' كتاب الدعوات)

''یااللہ! مجھے نصیب فرما دیجیے اپنی محبت' اور محبت اُس کی ___ جس کی محبت آپ کے نزدیک ___ میرے لیے فائدہ مند ہو۔

یااللہ! (جس طرح) آپ نے مجھے عطا فرمایا ہے جو کچھ مجھے پسند ہے ___ تو کر دیجیے اُسے مُعین میرا ___ اُس کام میں جو آپ کو پسند ہے۔

یااللہ! اور جو کچھ دُور کر دیا آپ نے مجھ سے اُن چیزوں میں سے جو مجھ کو پسند ہیں ___ تو کر دیجیے اُسے میرے حق میں فَراغت ___ اُن چیزوں کے لیے جو آپ کو پسند ہیں''۔

جفا اور جور و اِستکبار و نَخوت ___ کی صلیبیں
ہر طرف چاہے جڑی بھی ہوں!
ستم اور سر بریّت ___ کی فصیلیں
جس قدر چاہے بڑی بھی ہوں
صداقت کی کمندیں
اِن کو پیچھے چھوڑ دیتی ہیں!
بدن اور روح کے بندھن وہ گرچہ توڑ دیتی ہیں

مگر تاریخ شاہد ہے
یہ نوبت بیت جاتی ہے
محبت فیصلہ کُن ہے
محبت جیت جاتی ہے!

محبت!...اور کیا ہے یہ؟
بس اک صبحِ عزیمت ___ شامِ پیمانِ وفا ہے یہ
سفر کی ابتدا تا انتہا
ہر مرحلہ ہے یہ
محبت راہروانِ زخم خوردہ کا سہارا ہے
محبت ڈوبنے والوں کی ناؤ ہے، کنارا ہے
کبھی اوجھل نہیں ہوتا
محبت دن کا تارا ہے
سبھی پر آشکارا ہے
کہ یہ برگِ گل و شاخِ نشیمن پر ہمیشہ تخت آرا ہے
محبت کو ہر اک موسم گوارا ہے
کبھی بادِ بہاری میں گلوں کو یہ ہنساتی ہے
کبھی پت جھڑ کی شاموں میں چمن بھر کو رُلاتی ہے
محبت گلشنِ ہستی میں یوں بھی

عدل کی میزاں سجاتی ہے...
کہیں اپنوں کو بے گانہ بتاتی اور
کبھی ایسا بھی کرتی ہے
مسافر' اجنبی' اَن جان لوگوں کو
دَرونِ خانۂ دل تک کا یہ مہماں بناتی ہے!!
اِسے اظہار کے پھولوں کی چادر نہ ملے پھر بھی
بہار اپنی دکھاتی ہے' وجود اپنا جتاتی ہے
بتاتی ہے
محبت فیصلہ کن ہے
محبت جیت جاتی ہے!

محبت کے مسافر!
یہ بتا ___ کیسا مَفَر ہے یہ؟
کہ جب طے ہو چکا پہلے
محبت کا سفر ہے یہ!
یہاں پر آبلہ پائی کی کوئی حد نہیں ہوتی
دہکتے ریگ زاروں میں بھی یاں ہرگز
سرابِ یاس کی آمد نہیں ہوتی
یہ لے کر آس آتی ہے

دعا کی تتلیاں بن کر جو ___ تا بہ عرش جاتی ہے
خطاؤں کے عوض، بازارِ رحمت سے
گل وریحان لا کر ایک نخلستاں سجاتی ہے!
شِکستہ، ریختہ، بے ہمتوں کو
غم کے ماروں کو
یہ پھر اک نغمہء ازلی سُناتی ہے
محبت فیصلہ کن ہے
محبت جیت جاتی ہے!

محبت کا مقدر
دو جہانوں کا اُجالا ہے
محبت شافعِ محشرؐ کی اُلفت کا حوالہ ہے
محبت نے ہمیشہ بے سہاروں کو سنبھالا ہے
محبت محورِ دعوت ہے، ٹوٹے دل کا ہالہ ہے
محبت نے ادب کو خُلق کے قالِب میں ڈھالا ہے
محبت نور ہے، پاکیزگی کی ایک مالا ہے
یہی روحِ قرارِ بندگی بھی ہے
محبت جب تلک ہے، زندگی بھی ہے!
اندھیروں میں یہی ہے جو

چراغِ رَہ جلاتی ہے
شبِ دیجور میں اہلِ حمیّت کو
یقیں کی رَہ چلاتی ہے!
محبت فیصلہ کُن ہے
محبت جیت جاتی ہے!

محبت کے جواہر
ہر اُفق پر جلوہ آرا ہیں
محبت کے ظواہر
مِہر و مَہ ہیں، مثلِ پارا ہیں
ہر اک 'سنگر' پہ ڈوبے ___
خون کے دریا میں
یہ موتی!
چمک جن کی
کسی پت جھڑ
کسی پالے میں گھر کر
کم نہیں ہوتی!
مقدر کی ہوا جب اِن کو ساحل سے لگاتی ہے
وفا کی ___ آخری سانسوں کی ڈوری

جس سمے میں ٹوٹ جاتی ہے
محبت، روح کو خوشبو کے دامن میں بساتی ہے
یہ خوشبو عالمِ فانی میں رہنے والے لوگوں کو
شکست و فتح کی بابت
یہی مژدہ سناتی ہے
محبت فیصلہ کُن ہے
محبت جیت جاتی ہے!

دیا اِک جلادو!

پاک وہند کے اصلاحی سلسلے' صدیوں تلک دعوتِ توحید کی شمع روشن کیے' محبتِ الٰہی کی آگ سینوں میں بھرتے رہے۔ ان خانقاہوں سے نکلنے والوں نے تاریخ کے مختلف ادوار میں رسمِ شبیری ؒ بھی ادا کی اور جہادِ فی سبیل اللہ میں نکل کر وہ اُجلے کردار اور نمونے پیش کیے کہ صحابہ کرام ؓ کے اُسوے کی یادیں تازہ ہوگئیں۔ اِنھی اللہ والوں کی دعوت واخلاص کی برکت سے دنیا کا یہ سب سے بڑا بُت کدہ اہلِ اسلام کا برِّعظیم بن گیا۔

قلب وزبان کو ہمیشہ یادِالٰہی سے معطر رکھنا' قلب وجوارح کو معصیت سے بچانا' عبادت و سلوک میں درجۂ احسان حاصل کرنا' گناہوں سے نفرت اور گنہ گاروں سے محبت رکھنا ــــــ اِصلاحِ باطن کے یہ وہ دروس تھے جنھوں نے بقول مؤرخِ ملّت سید ابوالحسن علی ندویؒ [م: ۱۹۹۹ء] کتنے اللہ والوں کو ''چلتی پھرتی خانقاہوں اور دوڑتے بھاگتے مدرسوں'' میں تبدیل کر دیا۔ شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کے اصلاحی سلسلے سے گزرنے والے سید احمد شہیدؒ، شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور شہدائے شاملیؒ انھی حجروں سے نکل کر آسمانِ ارشاد وعزیمت پر چمکے اور یہ اسی سلسلۃ الذہب کی کڑیاں تھیں کہ جن کے دعوتی واصلاحی فیوض کی بدولت شورش مرحومؒ نے کہا ع

کہ ہے ہندوستاں اسلام کا منّت گزار اب تک!

صرف امیرالمؤمنین سیّد احمد شہیدؒ کی مساعیِ دعوت وجہاد کے جو نتائج نکلے ــــــ مؤرخِ ملت علی میاںؒ ــــــ مولوی عبدالاحد صاحب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''حضرت سید احمد صاحبؒ کے ہاتھ پر چالیس (۴۰) ہزار سے زیادہ ہندو وغیرہ کفار مسلمان ہوئے اور تیس (۳۰) لاکھ مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور جو سلسلۂ بیعت آپ کے

خلفاء اور خلفاء کے خلفاء کے ذریعے تمام روئے زمین پر جاری ہے'اس سلسلے میں تو کروڑوں آدمی آپ کی بیعت میں داخل ہیں''۔

(تاریخ دعوت وعزیمت حصہ ششم (جلد دوم) سیرت سید احمد شہیدؒ (صفحہ نمبر ۵۳۰ـ۵۳۱))

اسی کتاب میں آگے (ص ۵۴۷ پر) ''تزکیہ میں نیابتِ نبوت'' کے زیرِ عنوان آپ رقم طراز ہیں:

''انبیاءؑ کی بعثت کا مقصد پورا کرنے کے لئے اور اُن کی برکات پہنچانے کے لئے تزکیہ بھی اتنا ہی ضروری کام ہے' جتنی کتاب وحکمت کی تعلیم۔ یوں سمجھنا چاہیے کہ یہ تعلیم ہے اور وہ (تزکیہ) - تربیت' اور تکمیلِ انسانیت کے لئے دونوں کی ضرورت ہے''۔

یہ نظم اُنھی سلاسلِ طریقت کی اصلاحی تربیت اور دعوت کے اعتراف وتعارف میں لکھی گئی ہے۔ کاش اہلِ جہاد کو بھی کوئی یہ راہیں سُجھا دے۔

تمھارا وہ گھر اور جو گھر کے مکیں ہیں
بہ خُلدِ برِیں' وہ سب اتنے حسیں ہیں!
کہ اُن کی حقیقت کو پانے کی خاطر
سبھی اپنی غزلیں' فسانے مٹا دو!
بسا لو اُنھیں شیش محلوں کو دل میں
حجابِ نظر ہر تمنّا' ہٹا دو!
غنیمت ہے یہ زندگی' اور کیا ہے!
اِسے راحتِ جاںؐ کا اُسوہ سُجھا دو
جو ڈھل کر حرا سے اِدھر آرہا ہے
وہی جادۂ نور غم کی دَوا ہے
اُسی پر لگا دو' اُسی پر چلا دو!

تجدُّد کے فتنوں کو نیچا دِکھا کر
تشبُّہ سے غیروں کے، دامن بچا کر
وہ سجدہ گزارو سرِشامِ ہستی
چُھپے آستیں میں ___ سبھی بُت گرا دو!
پڑھو سُنّتِ جنت جو لے جائے تم کو
لکھو، قبر میں جو نہ شرمائے تم کو

نگاہوں پہ تقویٰ کی چَھلنی لگا دو!

یہ بے نور آنکھیں، یہ رُوحوں کی پستی
یہ گھر گھر میں 'تھیٹر'، یہ عِصیاں کی بستی
حَلاوت ہے ایماں میں، نہ کیف و مستی!
محبت کو ہے آج خَلقت ترستی

اسے جامِ اُلفت پلا کر جگا دو!

یہ صُبحیں نہ شامیں، زماں نہ مکاں ہی
نہیں بستیوں میں تو کچھ جاوِداں ہی
اُٹھو، دِل لگی کے کھلونوں کو توڑ دو
رُخِ زندگی جانبِ خیر موڑ دو!
یہ دل طاقِ نِسیاں میں کب سے پڑا ہے
اِسے دیکھو بھالو، اِسے حق سے جوڑ دو!

دُکانیں یہ جاہ و حَشَم کی بڑھا دو!

یہ خوابوں کے خِرمن، اُمنگوں کے گلشن
اُس اِک کی طلب میں، مری جاں! کھپا دو!
ہو ذکرِ الٰہی ہی مُونِس تمھارا
خَراباتِ نفسِ پریشاں گرا دو!
تہہِ دل سے کلمہ پڑھو پھر وفا کا
دِیا اِک جلا کر، سبھی کچھ بُجھا دو!

محلوں کا ارادہ ہے کسی اور جہاں میں

رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ (التحریم: ۱۱)

''اے میرے پروردگار! میرے لیے بہشت میں اپنے پاس ایک گھر بنا''

محلوں کا اِرادہ ہے کسی اور جہاں میں
تعمیر کا وعدہ ہے کسی اور جہاں میں

تاریک ترے شہر سے ہاں دُور، وہ پُرنُور
اِک منزل و جادہ ہے کسی اور جہاں میں

رہنا تجھے دائم ہے وہاں دِل مرے، لیکن
محنت تری زیادہ ہے کسی اور جہاں میں

میدان تہی ہیں کسی ماہر کے ہُنر سے
اور اپنا پیادہ ہے کسی اور جہاں میں

میکالے کے مکتب میں کہاں درد کی دولت؟
یہ مینا و بادہ ہے کسی اور جہاں میں

پوشاکِ فقیری میں کوئی شاہ پھرے ہے

اتنا نہیں سادہ' ہے کسی اور جہاں میں

پلکوں سے چنا کرتا ہے کانٹے وہ خوشی سے

راحت کا لبادہ ہے کسی اور جہاں میں

اے ماں! تجھے راضی کسی دن کر ہی میں لوں گا

تجھ سے مرا وعدہ ہے' کسی اور جہاں میں

دُھوپ نکلنے تلک، اعتبار مت کرنا

دُھوپ نکلنے تلک اعتبار مت کرنا
موم کے سُتونوں پر اِنحصار مت کرنا

آندھیوں سے دشمنی رکھنا چاہتے ہو نا!
ریت کے گھروں سے پھر اتنا پیار مت کرنا

آدمی کے مَن میں بھی اِک محاذ ہوتا ہے
بس پرائے دشمنوں ہی پہ وار مت کرنا

سچ کی ناؤ پر ہو گر، بادبان کھول کر
مُوافق ہواؤں کا انتظار مت کرنا

پھر نہ کوئی بادشاہ چھین لے یہ کشتیاں
سادہ اپنے عِلم کو تاب دار مت کرنا

مغربی سفینوں نے ڈوبنا ضرور ہے
اپنے نونہالوں کو یوں سوار مت کرنا

بحرِ صبر میں ہے جب، ڈوبنا ہی زندگی
آخری نَفَس تلک، اس کو پار مت کرنا

خاک تھے پہلے بھی تم' خاک ہو گے بعد بھی
بیچ میں بھی خاک نشینوں سے عار مت کرنا

خار ہی کے دَم سے ہے ہر چمن کی آبرو
دامنوں کو جھاڑ کر' خود کو خوار مت کرنا

سارے سچ ہی بولنے' لازمی ہیں کب بھلا؟
اِجتہادی یہ خَطا بار بار مت کرنا

سُن کے دشمنوں کی بات' دوست کو کہے جو چپ!
ایسے کم نگاہ کو راز دار مت کرنا

سب انا کے واسطے توڑ دیتے ہیں اُصول
تم تو مطمحِ نظر ــــ جیت ہار مت کرنا

ماں! بچھڑ کے' تو مجھے جنتوں میں پائے گی
اِس زمین پر مرا انتظار مت کرنا!

مسافروں کوترا پیار یوں سہارا ہو!

مسافروں کو ترا پیار یوں سہارا ہو
نہ کوئی دوسرا نگر اُنھیں گوارا ہو

سُکوں جب اِختتام ساری وحشتوں کا ہے
تو اپنے گھر سے مجھے دشت کیوں نہ پیارا ہو؟

وُہی جواں نہ کیوں ہو لائقِ فدا' اے ماں!
تری بجھی ہوئی آنکھوں کا بھی جو تارا ہو

وہ چُن لیا ہو جسے حق نے اپنی راہوں میں
تلاشتے ہو اُسے کیوں؟ بھلا تمھارا ہو!

سفر میں ساتھ کا وعدہ ہے' شرط ہے لیکن
کہ تن ہو خاک نشیں اور نظر ستارہ ہو

جسے دریا کے رُخ پہ تیرنا ہی آتا ہو
فرازِ کوہ اُس پہ کیسے آشکارا ہو؟

کُھلیں گے بادبانِ عزم اُن سے کیسے؟ جب
سُکوں ہو موج میں' کشتی لبِ کنارا ہو

دِکھا رہا ہے جو رستہ تمھیں اُجالے میں
ضروری تو نہیں شب میں بھی وہ ستارہ ہو

دلیل جب نہ رہی دوستوں کے ہاں، تو کہا
کرے وہ بحث جس کو دشمنی کا یارا ہو!

میں عالی ظرف رقیبوں کا سامنا چاہوں
جنھیں فرار نہیں ، ہارنا گوارا ہو

یہ کیسے لوگ ہیں ہر بزم میں جو کہتے ہیں
وہی صحیح ہے جو ہم نوا ہمارا ہو!

پرانے لوگ ہیں ہم، عہدِ نو میں جیتے ہیں
ہماری جانچ کو ، مَعیار تو ہمارا ہو!

نہ پوچھو حالِ چمن مجھ سے، چاہتا ہوں یہ
جو دیکھتا ہوں وہ خود تم پہ آشکارا ہو

اُنھیں نہ دیکھنا جو ایک بازی جیت آئے
تجربہ اُس سے بھی لینا جو جنگ ہارا ہو!

محبت کی ہوا بن کر، کرم کے پھول برساؤ!

محبت کی ہوا بن کر، کرم کے پھول برساؤ!
چمن والو ! بہارِ جاں فزا کی رُت میں ڈھل جاؤ

خزاں ہے، ہر طرف صیّاد ہیں، سازش کے جالے ہیں
سبھی ہیں منتظر، اے پنچھیو ! تم کب پھسل جاؤ

کرشمے بجلیوں کے، عکس اور آواز کے جادو
کہ چھوڑو شہہ سواری، بس کھلونوں سے بہل جاؤ

زماں بدلا، زمیں بدلی، مکاں بدلے، قریں بدلے
مرے دل کے مکینو ! یہ نہ ہو، تم بھی بدل جاؤ

اندھیرا چھا گیا اک مغربی برقاب سے من میں
بڑھا دو ذِکر کی لو، نور کی رَہ پر نکل جاؤ

اگر شفّاف ہے آئینۂ دِل، پھر فِتن کیسے؟
زمیں سے باعمل گزرو، فلک کو با اَمل جاؤ

جو خود گرداب ہیں وہ کشتیوں کو کیا تِرائیں گے؟
کہ موجِ صِدق بن کر ساحلوں پر تم اُچھل جاؤ

صلیبی جنگ سے غافل بھی، محوِ شُغل بھی، گویا
کہ مچھر چھان لو، اُونٹوں کو سالم ہی نِگل جاؤ؟!

بُجھانا چاہتی ہیں آندھیاں جس شمعِ ایماں کو
تمھیں اُس کی حفاظت کے لیے بِالشّوق جل جاؤ

برائے غاصباں اک سنگِ آتش ریز ہو رہنا
برائے عاصیاں لیکن ـــــ بنو شمع، پگھل جاؤ

رہیں جذبات تابِع عَقُل کے، اور عقُل شَرُع کے
ہے اک سازش کہ تم جذبات میں بہہ کر پھِسل جاؤ

تُمھیں پھِسلے اگر تو قافلے والوں کا کیا ہو گا؟!
امیرِ کارواں! اَوروں کی خاطر ہی سنبھل جاؤ

شکاری ہو منجھے گر تم، تو تاکو ہاتھی والوں کو
کہ کچلو سانپ کا سر، مت لکیروں پر مچل جاؤ

شریعت جب نہ ہو تو پھر یہ طبلِ جنگ فتنہ ہے
کہیں بہتر ہے ریوڑ لے کے جنگل کو نکل جاؤ!

سرِ دشتِ لیلیٰ

رستے میں جو کانٹے آئے، پھولوں سے گو زیادہ تھے
منزل کے مُتلاشی چلتے رہنے پر آمادہ تھے
توشہ داں کی بات ہی کیا کہ ترکش تک میں کچھ نہ تھا
رات کے خونیں تیور تھے، لشکر بھی پا اُفتادہ تھے
ایسے میں جب دِل گھبرائے، رَہ بر نے اعلان کیا
ہم تو وہ ہیں جن کا ورثہ ایماں، عزم، ارادہ تھے
گرتے پڑتے پنچھی آخر پار اُفق کے جا پہنچے
مٹی کے گھر چھوڑ گئے جو، ہیروں کے دِل دادہ تھے
مُشتِ خاک کے بدلے جو سودائے جنت کر گزرے
جانتی ہے دنیا بس اتنا ___ بے چارے تھے، سادہ تھے
ہم ہی کچھ کوتاہ نظر تھے، ہمّت ہار کے بیٹھ گئے
ورنہ خُلد کو جانے والے رستے خوب کُشادہ تھے

بتاؤ کب تک یونہی جیو گے؟

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فِداہُ اُمّي و اَبي:

((مَنۡ لَّمۡ یَغۡزُ اَوۡ یُجَهِّزۡ غَازِیًا اَوۡ یَخۡلُفۡ غَازِیًا فِیۡ اَهۡلِهٖ بِخَیۡرٍ اَصَابَهُ اللّٰهُ سُبۡحَانَهٗ بِقَارِعَةٍ قَبۡلَ یَوۡمِ الۡقِیَامَةِ))۔

(رواہ ابو داؤد، وابن ماجه، والطبراني، والدارمي، والبيهقي)

''جس نے خود جنگ نہ کی، یا کسی جنگ کرنے والے غازی کی تجہیز بھی نہ کی، یا کسی غازی کی (غیر موجودگی کے دوران) اس کے گھر والوں میں بھلائی کے ساتھ، اُس کی جاں نشینی (و دیکھ بھال) بھی نہ کی ___ تو اللہ سبحانہٗ اُسے قیامت سے پہلے پہلے شدید جھٹکوں (یعنی تکلیفوں) سے دوچار کر دیں گے''۔

خلوص و مہر و وفا کا یہ امتحاں ___ مری جاں بہت کڑا ہے

کہ آج قندھار کا مجاہد ___ نہتّا میدان میں کھڑا ہے

مگر تمھارا یہ حال کیا ہے؟

نہ دل میں کانٹا حمیتوں کا، نہ ہاتھ اہلِ جفا کی جانب ہی بڑھ رہے ہیں

تمھارے بینکوں میں زر کے جدوَل تو روز اوپر ہی چڑھ رہے ہیں

قریب کی بستیوں میں لیکن ___ صلیبی دَل آگے بڑھ رہے ہیں

تو کیا مقابل میں بِلّیوں کے

کبوتروں کی مثال آنکھوں کو مُوند کر مطمئن رہو گے؟

بتاؤ کب تک ___ یونہی جیو گے؟

وہ قومِ افغان جس کے آباء نے ہند میں دیں کو شان بخشی
کہ توڑ کر سومنات سے بُت، سب اہلِ قبلہ کو آن بخشی
تو کیا تمھیں اس کٹھن گھڑی میں، یہ قرض تاریخ کا بھرو گے؟
تم آج غوریؔ و غزنویؔ کے عظیم بیٹوں کا ساتھ دو گے؟
یا خواب گاہوں میں چھپ کے ذبحِ عظیم کے منتظر رہو گے؟
بتاؤ کب تک ___ یونہی جیو گے؟

تمھیں حُدی خواں تھے کارواں کے، مگر یہ کیا ماجرا ہوا ہے؟
رَحِیل کا فیصلہ تمھارا، مؤخّر اتنا ہوا بالآخر
کہ خیموں میں بیٹھے رہ گئے ہیں سبھی پیادے، سبھی مسافر
ہے قافلہ منتظر تمھارا! اے رہ برو! کیا کھڑے بھی ہو گے؟
بتاؤ کب تک یونہی جیو گے؟

یہ کیا ترقی ہے جس میں گھر کے، تمھاری پہچان کھو گئی ہے؟
خود آج ٹیپوؒ و سیّد احمدؒ کی رُوح حیران ہو گئی ہے
کہاں ہے وہ مَنصبِ اِمامت کہ جس کے تم جانشین ٹھہرے
تمھیں تھے جو "ذُوالفِقار" ایسی ___ وراثتوں کے امین ٹھہرے!
کہاں ہے تیغ و سناں تمھاری ہمیشہ جو پاسباں رہی ہیں؟
کہ اب گھروں میں جو بج رہا ہے، یہ سازِ چنگ و رباب کیا ہے؟
جو اپنی آنکھوں سے پی رہے ہو، بتاؤ تو اور شراب کیا ہے؟

یہ سَمِ قاتل' یہ 'میڈیا' کی مئے شبانہ ___
کہ جس سے خالی ہے کوئی حجرہ' نہ اہلِ دِیں کا کوئی گھرانہ ❁
تو کب تلک' فکرِ نا رَسا کی' بتاؤ اس کو غذا کہو گے؟
بتاؤ کب تک یونہی جیو گے؟

اُدھر بہ سَمتِ شمال دیکھو' جہانِ حُزن و ملال دیکھو
صلیب کی اربعین قوموں کا ارضِ کابل میں جال دیکھو

سنو ذرا' کیا وہ کہہ رہے ہیں ___
اگرچہ تیر و کمان تانے' ہم آج میدان میں کھڑے ہیں
مگر ستم کے مُہیب طوفاں' ہمارے بس سے بھی کچھ بڑے ہیں!
تبھی تو مُستَضعَفِین بن کے' مدد... مدد... کہہ رہے ہیں کب سے
ستم ہر اک سہہ رہے ہیں جب سے!
تمھارا رستہ سنوارتے ہیں' تمھیں مسلسل پکارتے ہیں
ہمارے شہداء' تمھارے سُعداء سے پوچھنے میں ___ ہیں حق بجانب
ہم اپنی جانیں بھی وار آئے ___ تم اپنے اموال تک نہ دو گے؟
نہ گولہ بارود ہی کی بابت' سِتم زدوں کی کُمک کرو گے؟
ہماری ذلّت کا بس تماشہ ___ یونہی مسلسل کیے رہو گے؟
بتاؤ کب تک یونہی جیو گے؟

❁ اِلّا ما رَحِمَ رَبِّی۔

جنت کی کوئی خوش بؤ اُس سَمت بلاتی ہے

خوابوں سے جگاتی ہے، آنکھوں کو جلاتی ہے
کانٹوں پہ چلا آخر، پھولوں میں بساتی ہے
جنت کی کوئی خوش بؤ اُس سَمت بلاتی ہے!

حَرَمَین کے عابد تُو، اُس لطف کو کیا جانے؟
رہ رہ کے تڑپ جس کی، مقتل کو چلاتی ہے
جنت کی کوئی خوش بؤ اُس سَمت بلاتی ہے !

پھولوں کے تمنّائی، موسم کی تو خُو سمجھیں
جب بادِ بہار آئے، کانٹے بھی کِھلاتی ہے
جنت کی کوئی خوش بؤ اُس سَمت بلاتی ہے!

کیوں غم ہو جدائی کا، اِس گردشِ دَوراں میں
ہر صبح کی تجلّی پر اک شام بھی چھاتی ہے!
جنت کی کوئی خوش بؤ اُس سَمت بلاتی ہے!

ہِندی ہو، حِجازی ہو، تُرکی ہو، ہِراتی ہو
اللہ کی اِک رسّی، اُمّت کو مِلاتی ہے
جنت کی کوئی خوش بؤ اُس سَمت بلاتی ہے!

پھولوں کی طلب ہے نہ گلستاں کے لیے ہے

پھولوں کی طلب ہے نہ گلستاں کے لیے ہے
افغاں سے محبت مری ایماں کے لیے ہے

اِس دشت میں آباد مرے دل کی ہے دنیا
صحرائی یہ اِس خانۂ ویراں کے لیے ہے

خوں ہو نہ جو ارمانوں کا، منزل کا مزا کیا؟
کانٹوں سے ڈھکی راہ گلستاں کے لیے ہے

کیوں پرورشِ جسم کے سامان میں گُم ہوں
خود جسم بھی جب قبرُ کے ساماں کے لیے ہے

پامال کر اِس نفس کو تو خانقھوں میں
ہاں جان تری شورشِ میداں کے لیے ہے

جس جنگ میں تمیز نہ ہو ناحق وحق کی
شایاں وہ کہاں مردِ مسلماں کے لیے ہے

اے جادۂ طیبہ سے مجھے روکنے والو!
اب میرا قصد محفلِ جاناںؐ کے لیے ہے

اس غم کدۂ زیست میں تنہا تو نہیں میں
خلوت کدۂ دِل کسی مہماں کے لیے ہے

یہ جان عطا جس کی ہے، قربان اُسی پر
جینا مرا، مرنا مرا رَحماں کے لیے ہے!

امریکی 'ڈرون' حملے

بچّے تھے!
اور چُھپن چُھپائی کھیل رہے تھے
بہنیں تھیں!
اور ندیا سے ڈھوتی تھیں پانی
امّاں کھانا پکا رہی تھیں
باپ اور بھائی مسجد سے لوٹے ہی تھے کہ ــــــ
اتنے میں گونجا اک کڑکا
بجلی چمکی، شعلہ بھڑکا
دُور کہیں 'اسکرین' پہ بیٹھا
بربطِ قیصر کا سازِندہ
جنگِ صلیب کا اک کارِندہ
اپنے ہاتھوں کے کرتب سے
خونی داؤ کھیل چکا تھا!
دجّالی آتش دانوں سے
آگ کا گولہ ریل چکا تھا

مٹّی تنکوں کے چھپّر کو
لمحے بھر میں ٹھیل چکا تھا!
اب ملبے کے ان ڈھیروں میں
کھیل نہیں تھا
ڈول نہیں تھے
اللہ ہُو کے بول نہیں تھے!

لہو رسیدہ ___ بدن دریدہ
پھول پراندے بکھر چکے تھے
غنچے، کھل کر نکھر چکے تھے!
دُور کہیں 'اسکرین' پہ بیٹھا
بربطِ قیصر کا سازِندہ
نشّے میں دُھت ایک درندہ
بازی اپنی جیت چکا تھا
دوزخ، جنت کی تقسیم کا ___ نازک لمحہ بیت چکا تھا!

مانتے ہیں سب
'ڈرون' غضب ہیں!
پر کچھ ناداں یہ کہتے ہیں
اس غم کا چند لوگ سبب ہیں!

سوچتا ہوں یہ لوگ عجب ہیں!
کیا ان کو معلوم نہیں ہے
یہ پروازیں خود شاہد ہیں
نیچے خاک نشینوں میں یاں
کچھ اہلِ ایماں رہتے ہیں
اُمت کے زخموں کو یہ سب
اپنے سینوں پر سہتے ہیں
سو دھرتی کے آنگن میں جب
دِین کے پہرے دار نہ ہوں گے
فضا سے 'ڈرون' کے وار نہ ہوں گے!
خوف و خطر' آزار نہ ہوں گے
نہ ہی لوگ یہ کُڑھتے ہوں گے
لیکن دھرتی کے آنگن میں
عَلَم صلیبی اُڑتے ہوں گے؟!

ملت کی شان

حق کا میدان — افغانستان
ملت کی شان — افغانستان

کِشور نیک شہیدوں کی
مِلّت کی امیدوں کی
حقّ و باطل کی بابت
وعدوں اور وعیدوں کی

جائے پیمان — افغانستان
افغانستان — افغانستان

غزنی کے سالار یہاں
درویشِ قندھار یہاں
فخرِ خاک نشیناں ہے
مُلّاؔ کا کردار یہاں

ملّت کی آن — افغانستان
افغانستان — افغانستان

اک تاریخی راز ہے یہ
قرنوں کا اعزاز ہے یہ
قلب اگر ہے ملّت کا
ارضِ قُدس و حجاز ہے یہ

اوراس کی جان ــــ افغانستان
افغانستان ــــ افغانستان

غیرت اپنی فطرت ہے
خصلت اپنی ' جرأت ہے
دشمن تک کو حیرت ہے
حق تعالیٰ کی نصرت ہے

ارضِ فرقان ــــ افغانستان
افغانستان ــــ افغانستان

دہشت کے نظارے یہ
خون کے بہتے دھارے یہ
اللہ والوں کے حق میں
ہاتھوں کے انگارے یہ

اک گلستان ــــ افغانستان
افغانستان ــــ افغانستان

آج ترقی اور ہے کیا؟
دنیا میں بس دَھنستا جا
چھوڑ اس آب و گِل کو چھوڑ
تاروں کی محفل میں آ

ہے کہکشاں ـــــ افغانستان
افغانستان ـــــ افغانستان

جن کی خاطر کٹ گئے ہم
اُس اُمّت کے اور ہیں غم
دنیا کے سب پیچ اور خم
تج دے، کر سامان بہم

اور دل میں ٹھان ـــــ افغانستان
افغانستان ـــــ افغانستان

شہیدی حملے ہیں لاجواب!

شہیدی حملے، شہیدی حملے، شہیدی حملے ہیں لا جواب
صلیبیوں سے، یہودیوں سے لیا ہے ہم نے کڑا حساب
کدھر سے نکلے، کہاں پہ ڈوبے، نہیں ہے ان کا کوئی مآب
یہ نیم شب میں چمکتے تارے، خزاں رُتوں میں کِھلے گلاب!
تڑپتے بچے، سِسکتی مائیں، گری مساجد، جلی کتاب
ہمیں اے امریکیو! ستا کر، نہ دیکھو امن و اماں کے خواب
بہایا صدیوں جو خون تم نے، ہماری نسلوں کا بے حساب
بلایا اُمت نے پھر جو ہم کو، تو کیوں نہ ہوں آج باریاب!
ہماری اقصیٰ جلے محض کیوں ہمارا قندھار ہو خراب؟
تمھارے محلوں پہ آنچ آئے نہ کیونکر اِن پہ گرے عذاب!
دُکھوں کا اب کچھ نہیں مداوا، سوائے اس کے نہیں جواب!
بھسم کریں ہم قلعے تمھارے، زمیں کریں اپنی بازیاب!
شہیدیوں کے چلے قوافِل، وہ بن کے مالک کا اِنتخاب
بہ شہرِ کابل، بہ نہرِ جیحوں، بہ سمتِ غزنی، بہ فارِیاب!

برائے یورپ جہادِ افغاں درِ جہنّم ' رہِ عِقاب
ہماری خاطر تو ربّ نے کھولے ہیں دائمی جنتوں کے باب!

نبیؐ کی گُستاخ ہیں جو قومیں' یہی ہے اُن سے رہِ خطاب
اُڑا کے خود کو' مٹائیں اُن کو' حُضورِ حق میں ہوں کام یاب !

مُلّائے افغان

امارتِ اسلامیہ افغانستان کی جہادی تحریک قندھار کے اُن درویش صفت غازیوں نے شروع کی تھی جو جہادِ افغانستان ضد الروس کے نتیجے میں آزاد ہونے والی مملکتِ افغانستان کو شریعتِ اسلامی سے بہرہ مند دیکھنا چاہتے تھے۔

اپنی سادگیٔ طبع، جذبۂ دینی، حمیّتِ ملّی، غیرتِ ایمانی اور بلند ہمّتی کی وجہ سے، میادینِ جنگ میں ___ تاریخ کے ہر نازک موڑ پر ___ اسلام کے جو معجزات ظاہر ہوتے رہے، بے شک یہ انھیں خاک نشینوں کی کرامت ہی تھی۔ کارِ جہاد میں دور اندیشی و سنجیدگی اگر کوئی معنی رکھتی ہے تو یہ انھیں درویشوں کا توشہ ہے، بالفاظِ اقبال؛

افغانیوں کی غیرتِ دینی کا ہے علاج
ملّا کو ان کے کوہ و دمن سے نکال دو

بس اس کے مصداق آج خطے میں ساری سازشوں کا مرکز و مدار یہ ہے کہ کسی طرح افغان نسل کو بے دین کر دیا جائے، اور اِسے جدیدیت و مغربیت کی راہ پر ڈال دیا جائے۔ مدرسے کی جگہ مونٹیسری، اِفتاء کی جگہ ریسرچ اکیڈمیز، فقہ کی جگہ دستور، قضاء کی جگہ مقننہ اور نظامِ شریعت کی جگہ نظامِ جُمہوریت کو لا کھڑا کیا جائے۔

دیکھیے یہ ہمہ گیر جنگ کون جیتتا ہے، ملّا یا مسٹر؟ لیکن اتنا ضرور ہے کہ جنگ کا نتیجہ پورے عالمِ اسلام کے مستقبل، اس کے ارکان و افراد اور ان کے دین و دنیا پر پڑے گا۔

موجودہ جنگ کو سہارا دینا دراصل آئندہ صدیوں میں اسلام اور اہلِ اسلام کے مستقبل کا تعین کرنے کے مترادف ہے۔

رِفعتوں کا سفر کتنا آسان ہے' راہِ سنّت ہے اور نورِ قرآن ہے

کیا بچانا متاعِ جہاں دوستو' اپنی کُل کائنات ایک ہی جان ہے

لوگ کہتے ہیں سودا جُنوں کا ہے یہ' ایسی دُشنام کا حق کہاں ہے اُنھیں؟

عَقل جن کو فنا کی طرف لے گئی' کیا وہ جانیں بقا کی یہی شان ہے

معرفت کی اگر منزلیں ہیں کوئی' خود شَناسی کی راہوں میں آتی ہیں یہ

جانچنا قیمتِ جاں' چُکانا اِسے' بس یہی اَوجِ عِلم' اصلِ عرفان ہے

اِس سے آئینِ نو کا تقاضا نہ کر' نہ سکھا اس کو جِدّت کے پیچ و ہُنر

اپنے آباء کی تقلید ہے راز وہ' مردِ صحرا کی جو شوکت و شان ہے

اِس سے معنیٰ توکُّل کے پوچھا کرو' رَزم گاہوں میں پھر جا کے اُترا کرو

جتنی عمر اُن کے تیر اور نشتر کی ہے' اُس سے کُہنہ کہیں اِس کا ایمان ہے

اُن سے کس نے کہا تھا کہ سر ڈال دیں؟ اہلِ یورپ نے بویا جو' کاٹا کریں

اپنی تدمیر کا اب تماشا کریں' پھر صلیبی ہیں اور ضربِ افغان ہے

آج تو اِس کی کم مائیگی پر نہ جا' ہاں مگر حقِ ہم سائیگی کر ادا

تیرے اِیمان کا یہ نگہبان ہے' حِصنِ مِلّت یہ مُلّائے افغان ہے

کوئی تو ہو جو محاذوں پہ اُن کا ساتھی ہو!

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِى الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ

(الأنفال:۷۳)

''اور جو لوگ کافر ہیں وہ بھی ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ (تو مومنو) اگر تم یہ کام نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا''۔

عبداللہ ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں؛

((لَاَنْ اُمَتِّعَ بِسَوْطٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ' اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَحُجَّ حَجَّةً بَعْدَ حَجَّةٍ))

(مجمع الزوائد للهيثمي' رواه الطبراني ورجاله ثقات)

''اگر میں فی سبیل اللہ (جہاد کے) سامان میں ایک کوڑا بھی دے دوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں (نفلی) حج پہ حج کیے جاؤں''۔

کہاں ہیں اہلِ فکر؟ جن کی سوچ کے دھارے
مری مظلوم اِس اُمت کا رُخ بدل ڈالیں
کدھر ہیں اہلِ ہنر؟ جن کی دست کاری سے
ستم زدوں کو میسر ہوں تیغ اور ڈھالیں
کہاں گیا وہ مُعلّم ؟ جو میرے بچوں کو
حسنؓ ، حُسینؓ کے اُسوے کا درس سکھلائے

میں ڈھونڈتا ہوں شہر کا طبیب جس کا فن
کسی محاذ پر تڑپتی جاں کا مرہم ہو!
کدھر ہے میرے محلے کا خوش نوا واعِظ؟
جو کافروں کے تسلُّط پہ آج برہم ہو
کہاں گئے محقِّقین؟ جن کی تحقیقیں
عدو کے ٹینک اور توپوں کا توڑ ہی کر دیں
کہاں ہیں مایہ ناز وہ مُہندِسین ؟ کہ جو
صلیبیوں کا بُرج بُرج آگ سے بھر دیں !
کدھر گئے وہ 'پڑھے لکھے' ؟ جو یہ کہتے تھے
جہالتوں سے نمٹنا بہت ضروری ہے!
ستم کے سَیل تو گزرے' سروں سے اُمت کے
ہنُوز اُن کی تیاری مگر اَدھوری ہے!
حرم سراؤں میں ملّت کے غم میں گُھلتے ہیں
اور ان کی بے بہا صلاحیت کے سِیم و زَر
حرص' ہوس کی منڈیوں میں روز تُلتے ہیں !
اور ایسی تار شبوں میں مرے وہ کلمہ گو
''مدد! مدد!'' پکارتے ہیں' ایسے رُلتے ہیں!
کہیں شیشان و کاشغر کی قتل گاہوں میں
کبھی برما و بدخشان کی جنگاہوں میں!

کوئی تو ہو جو محاذوں پہ اُن کا ساتھی ہو!
کہ جس کے پاؤں تلے ابرہہ کا ہاتھی ہو
کوئی اب آ کے ہُنر اپنے آزمائے تو!
عدو کے ٹینک اور توپ کو اُڑائے تو!
صلیب والوں سے بہنیں کوئی چھڑائے تو!
پلید ہاتھوں کے بھڑکائے ہوئے شعلوں سے
قرآنِ پاک کے اوراق کو بچائے تو!

بس اپنے خواب تم دے دو!

نئی دنیا (امریکا) میں جا بسے دوست عرفان خورشید ___ اور
پردیس چلے جانے والے سبھی دیگر رفقاء کے نام!

مجھے تم سے محبت تھی!
محبت اس قدَر ___ جو غم کے سب رشتوں پہ فائق تھی
محبت بے غَرَض ___ جو دل میں بس رہنے کے لائق تھی
بِنا اس ساری چاہت کی مگر ___ اک خود فراموشی پہ قائم تھی
کہ اپنے سامنے دنیائے دائم تھی!
زمیں پہ بیٹھ کر ہم ایک سی تھالی میں کھاتے تھے
کوئی فکرِ جہاں تھی
نہ ہی اس کا غم اٹھاتے تھے!
ہماری سَمت و احساسات
نصبُ العین اور جذبات ___ یکساں تھے!
عذاب و خواب ___ یکساں تھے!
مگر پھر یوں ہوا ___

اک دن

تمھارے خواب پلٹا کھا کے

تم کو اِس نئی دنیا میں لے آئے

کسی اُجلی زمیں، نکھرے فلک، اونچی منازل دیکھنے کے خواب تھے!

___ اور تم روانہ تھے!

(تمھارے ولولے اُس روز

میرے سب دلائل سے توانا تھے!)

اِدھر میں بھی کہیں پر دُور

اپنے حال سے مجبور ہو کے

دشت پیمائی کو جا نکلا!

کبھی جو میرے اپنے تھے

وہ سارے اب پرائے تھے!

... کہ واں مٹی کے گھر تھے اور

ٹپکتی چھت کے اوپر

آتش و آہن کے سائے تھے!

(مرے حصے میں یہ منظر

مری چاہت سے آئے تھے!)

اُدھر تم بھی

نکل کے اِن زمینوں سے
اُبھر کے برقی زینوں سے
فلک کو چھونے والی بستیوں میں جگمگاتے
کانچ کے محلوں میں جا پہنچے!
یہاں ایماں نہیں، انساں کی وُقعت تھی
یہاں محنت نہیں، لمحات بِکتے تھے!
مشینیں اب تمھاری دوست تھیں اور تم
ترقی کی سُبک رفتاریوں میں اُن کے ہم آہنگ تھے
(جب کہ ___
تمھارے شہر والے میرے لوگوں سے مسلسل برسرِ جنگ تھے!)

زمانے نے بہت سی کروٹیں بدلیں!
بہت کچھ بارشیں برسیں
مرے بغداد و غزّہ سے
یہاں کشمیر و کابُل تک!
یونہی اک روز میں
افغان بستی کے کسی کھنڈر سے جب گزرا ___
مرے ماضی کی یادیں
مجھ کو اپنے حال کی دنیا میں لے آئیں

وہاں اُجڑی زمیں، بکھرے مکیں، ٹوٹے مقابر دیکھ کے یک دم
تمھارے خواب یاد آئے!
خیال آیا ___
وہ سارے خواب اب کتنے نمایاں ہو چکے ہوں گے
سُہانی زندگی، راحت کا عنواں ہو چکے ہوں گے
تمھاری سوچ بھی جِدّت کے زِینے چڑھ گئی ہوگی
تمھارے گھر کے قالینوں کے 'فر' کی بھی
طوالت بڑھ گئی ہوگی!
مہکتی کیاریوں میں بھی
کہیں 'ڈیزی'، کہیں 'ٹیولپ' کھلے ہوں گے!
تمھیں لیکن وطن سے خط ملے ہوں گے ___
کہ اپنے ہاں تو موسم 'کارپٹ' بمباریوں کا ہے!
سدا 'ڈیزی کٹر' کی، آگ کی برسات رہتی ہے!
(یقیں جانو ___
مری اُمت یہ غم ہر روز سہتی ہے!)

مجھے یہ بھی خیال آیا
تمھارے پھول سے بچے ___ بڑے اب ہو چکے ہوں گے
خود اپنے پاؤں پہ وہ بھی ___ کھڑے اب ہو چکے ہوں گے

کبھی وہ 'نیاگرا' کے پانیوں میں جھومتے ہوں گے
کبھی 'پکنک' منانے ___ 'ڈزنی لینڈ' اور 'ٹریڈسنٹر' کی
فلک کو چھونے والی بستیوں میں گھومتے ہوں گے!
سمجھتا تھا کہ ___ میرے اور تمھارے درمیاں
بس صرف 'ٹوئن ٹاور' ہی حائل ہیں!
(مگر یہ ہٹ گئے
پھر بھی تو دُوری کم نہ ہو پائی!)

ارے ہاں ___ کہہ رہا تھا میں!
تمھارے بیٹے بھی ___ 'آئی۔ٹی' کے ماہر ہو گئے ہوں گے!
پرانی سوچ، دقیانوسیت سے کچھ تو باہر ہو گئے ہوں گے!
معزز بیٹیاں ___ حُقوقِ انسانی کے دفتر میں ملازِم ہو گئی ہوں گی!
کہیں مصروفیت میں خود سے بھی وہ کھو گئی ہوں گی
تمھارے سر کی چاندی 'فرم' کی مٹی کو سونا کر گئی ہو گی
تمھاری 'چیرٹی' کتنے غریبوں کی تجوری بھر گئی ہو گی!
مگر اس سارے منظر میں
بھلا خود تم ___ کہاں ہو گے؟
کسی اُجلی زمیں، نکھرے فلک، اونچی منازل دیکھنے کے خواب
آنکھوں میں سجائے ___

(اَن کہی اک داستاں ہو گے؟)

سنو!

تم سے محبت تھی!

بہت زیادہ محبت! اب مگر ___

اِس کی جگہ ___ اکثر تو ہمدردی نے لے لی ہے!

دُعا کے رُوپ میں اب بھی یہ لیکن سر اُٹھاتی ہے

کبھی جب یاد آتی ہے!

(فقیرِ بے نوا کے ہاں ___ بھلا اب اور کیا ہوگا؟

سوائے ان دعاؤں کے!)

میں اکثر سوچتا ہوں یہ

کسی خاموش سے لمحے

میں مل جاؤں گا مٹی میں، مگر کیا تم؟

مرا اللہ نہ چاہے ___ کسی دن

'اولڈ ہاؤس' کی نذر ہو جاؤ گے؟ یا پھر

فلک کو چھونے والی جگمگاتی بستیوں کے پاس ہی!

'ہڈسن' کے ساحل پر جڑے ___ مجسّمہ حریت کی چھاؤں میں

گُم سم کھڑے ہو گے؟

کہیں تنہا پڑے ہو گے؟

(کہو تم ہی ___ کوئی اِنصاف ہے یہ بھی؟!)

اگر چاہو ___ !
تمھیں اک عدل کی تجویز دیتا ہوں ___
مرا مٹی کا گھر لے لو!
عوض اِس کے مجھے ___ کچھ بھی نہیں
بس اپنے سارے خواب تم دے دو!
کسی اُجلی زمیں، نکھرے فلک، اونچی منازِل دیکھنے کے خواب
ہاں دے دو مجھے ___ اے جاں!
میں اِن خوابوں کی جا کر
اور کسی دنیا میں تعبیریں بنا لوں گا!
ہمیشہ رہنے والے شیش محلوں میں
کسی دن اِذنِ حق پا کر ___
تمھارے نام کی تختی سجا دوں گا!
(یہ قرضہ بھی چُکا دوں گا!)

زخمِ جدائی

اپنے ایک دوست ـــــ علی کی شہادت پر لکھے گئے اشعار جو رُبع صدی (۲۵ سال!) سے زائد عرصے تلک پہلے رُوس اور پھر رُومیوں (امریکی و یورپی طواغیت) کے خلاف یک سُوئی سے برسرِ جہاد رہے اور رجب ۱۴۳۱ھ بمطابق جولائی ۲۰۱۰ء میں شہادت کا جام پی کر سُرخ رُو ہوئے۔ بقول شاعر ؎

أُوَدِّعُكُمْ بِدَمْعَاتِ الْعُيُوْنِ   أُوَدِّعُكُمْ وَ اَنْتُمْ لِيْ عُيُوْنِ
اِذَا لَمْ نَلْتَقِيْ فِي الْاَرْضِ يَوْمًا   وَ فَرَّقَ بَيْنَنَا كَأْسُ الْمَنُوْنِ
فَمَوْعِدُنَا غَدًا فِيْ دَارِ خُلْدٍ   بِهَا يَحْيَى الْحَنُوْنُ مَعَ الْحَنُوْنِ

کوئی شہیدِ غم کی تار رات دل میں بھر گیا
سعید ہو کے ہاں مگر' نشاط دل میں بھر گیا

وہ لڑکھڑا کے ایک شہہ سوار رَن میں کیا گرا
کہ بے شمار جذبۂ ثبات دل میں بھر گیا

دلیلِ راہ بن کے جو ستارۂ سحر رہا
بُجھا تو روشنی کی کائنات دل میں بھر گیا

فقیرِ تشنہ کام' پر سخی بھی ایسی شان کا
جو اُلفتوں کے دجلہ و فُرات دل میں بھر گیا

گیا تو ساتھ ساتھ ہی ہمارے دل بھی لے گیا
وہ قربتوں کی ایسی کیفیات دل میں بھر گیا

جدائیوں کے زخم بھر گئے خیالِ خُلد سے
حسین منزلوں کی خواہشات دل میں بھر گیا

اب اُس کی یاد مُنسلک ہے جنتوں کی یاد سے
سفیرِ جنّتاں' مُبَشِّرات دل میں بھر گیا

اَٹل ہے موت کا مزا' تو رشک ایسے جام پر
وہ جس کا گھونٹ مستیٔ حیات دل میں بھر گیا

جہاں میں تیغِ عِلم کو، عمل کی آب جس نے دی
سَروشِ غیب اُس کی بات بات دل میں بھر گیا

ملّتِ غَیُّور!

ہم ہیں اَبطال، اہلِ شَمائل ہیں ہم
دِین پر کٹ مریں اس کے قائل ہیں ہم
غزنویؒ اور غوریؒ کے ہیں جانشیں
راہِ طاغوت میں پھر سے حائل ہیں ہم

اپنے اَسلاف کی عظمتوں کے نشاں
ہم ہی اَحنفؒ کی فتح و ظفر کا بیاں
شمعِ دینِ مُبیں کے جری پاسباں
عصرِ نو میں خِلافت کے اک ترجماں

حق ہو جس سَمت، اُس سَمت مائل ہیں ہم
دِین پر کٹ مریں اس کے قائل ہیں ہم

ہم نے برطانیہ کو شکستیں ہیں دیں
رُوس اب تک ہے زخموں پہ اپنے حزیں
نصرِ ربّ سے ہمیں پھر بچانا ہے دِیں
بچ کے یورپ نہ امریکا جائیں کہیں

وار کرنے چلے اُن کے زائل ہیں ہم
دِین پر کٹ مریں اس کے قائل ہیں ہم

اس سے پہلے بھی بچ کر نہ بھاگے تھے وہ
دوڑ جب لگ گئی سب سے آگے تھے وہ
سیفِ قاطع تھے ہم' تار تاگے تھے وہ
سب نشہ تھا ہرَن' ایسے جاگے تھے وہ

پھر ہیں ثابت قدم' گو کہ گھائل ہیں ہم
دین پر کٹ مریں اس کے قائل ہیں ہم

کوئی انساں خدا جب ہمارا نہیں
دَیرِ جُمہوریت بھی گوارا نہیں
جُز شریعت ہمیں کچھ بھی پیارا نہیں
ما سوا ربّ کے کوئی سہارا نہیں

با حمیت ہیں گو بے وسائل ہیں ہم
دین پر کٹ مریں اس کے قائل ہیں ہم

خطِّ اوّل ہیں پوری ہی ملّت کا ہم
دیکھنا تم بھی ___ چھوٹے نہ ہم سے علم
چالیس اقوامِ باطل سے جنگ ہے بہم
ساتھ تم بھی تو دو نا' قدم بہ قدم

ہو جو مسلم تو نُصرت کے سائل ہیں ہم
دین پر کٹ مریں اس کے قائل ہیں ہم

مرض شناس ہو ملت کے، دیدہ ور بھی تو ہو!

مرض شناس ہو ملت کے، دِیدہ ور بھی تو ہو
تمھاری کیمیا چمن میں کارگر بھی تو ہو!

یہ باغ بانوں کی غربت اُجاڑ دے نہ تمھیں
بہاریں ڈھونڈنے والو، خزاں کا ڈر بھی تو ہو

براہِ عقل تو نُسخے بہت سے عرض ہوئے
کہا مریضِ جنوں نے کہ پیش سر بھی تو ہو

صفِ حرم کو طلب ہے کسی طالوتؑ کی آج
ہے قافلہ بھی، رہ گزر بھی! راہ بر بھی تو ہو

کسی نگاہِ دُور بیں کی منتظر ہے بَساط
ہدف ہے، تیر ہے، کمان ہے، نظر بھی تو ہو

ہجومِ عاشقاں کے عزمِ نو کی، شوق کی خیر
جُنون وجذب وکیف، آفریں! ہُنر بھی تو ہو

اب ایسے خام جواہر کا خریدار ہو کون؟
اے شیشہ ساز! تراشیدہ یہ گُہر بھی تو ہو!

چمن ہے سوگوار' شاخِ نشیمن ہے اُداس
کٹی ہے فصل سروں کی' کوئی ثمر بھی تو ہو

کرو نہ دعویٰ' جسے کل کو تم نبھا نہ سکو
اُڑان بھرنے سے پہلے ہوں بال' پر بھی تو ہو

یہ ذوقِ ارتقاء و نُدرتِ خیال و عمل
کتابِ عقل و شریعت میں مُعتبر بھی تو ہو

بھلے ہو جیت یا کہ ہار' اس کا غم تو نہیں
نتیجہ خیز سفر ہو' یہ بازی سر بھی تو ہو

تجھ کو تقلید کا یارا' نہ ہی تحقیق کا دَم
خوب ہے گردشِ علمی! کوئی محور بھی تو ہو

بیٹھ کے شرِّ قُروں میں' اپنے اسلاف پہ طَعن ❁
قیامت آ گئی لوگو' نظر اِدھر بھی تو ہو!

❁ ابونعیمؒ نے حلیہ میں حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قربِ قیامت کی (۷۲) بہتر نشانیاں (خصلتیں) ہیں... الی الآخر''۔

اس روایت میں آخری نشانی بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **((...ولعن آخر هذه الأمة أوّلها فلير تقبوا عند ذٰلك ريحاً حمراء وخسفاً وقذفاً و آيات))**۔ یعنی ''اس اُمت کے بعد والے لوگ پہلے والوں پر لعن طعن کریں گے۔ تو پس جب یہ سب (نشانیاں) ظاہر ہو جائیں تو ایسے حالات میں سُرخ آندھیوں' خسف و قذف اور (دیگر) نشانیوں کا انتظار کرنا''۔

(الدر المنثور للسيوطي رحمه الله، تفسير سورة محمد)

پیامِ شہداء ____ غازیوں کے نام

جہادِ افغانستان ضد الامریکا کے دو خاموش کردار شہید حاجی محمد یعقوب احمد زئی وزیرؒ اور شہید سمیع الحق قندھاری، سلیمان خیلؒ ____ جو آغازِ جنگ اکتوبر ۲۰۰۱ء تا روزِ شہادت (دسمبر ۲۰۱۰ء بمطابق محرم، ۱۴۳۲ھ) افغانستان میں صلیبی افوج کے خلاف برسرِ جنگ رہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دو سچے عاشق زار سپاہی ____ جہادِ فی سبیل اللہ کے لیے، اپنا خون پسینہ بہا کر کابل تا قندھار، امارتِ اسلامیہ کے لیے رسد کا جملہ سامان پہنچاتے رہے۔

۲۲ اگست ۲۰۰۸ء بمطابق ۲۰ شعبان ۱۴۲۹ھ بروز جمعہ، امارتِ اسلامیہ کے چند مشران کے ساتھ ایک مشورے میں شریک تھے کہ نمازِ عصر کے دوران میں ہوئے ایک امریکی میزائل حملے کی زد میں آ کر زخمی ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اِن سمیت سبھی کو زندہ رکھا۔ شہادت سے قبل آخری رمضان دونوں شہداء نے بالترتیب حرمِ مکّی اور حدودِ افغانستان میں رکوع و سجود و اعتکاف میں گزارا۔ بالآخر یہ رفقائے خیر دسمبر ۲۰۱۰ء کو اللہ کے دشمنوں کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش کر کے، انبیاء، صدّیقین، صالحین و شہداء کے ہم نشیں ہو گئے، ان شاء اللہ تعالیٰ، وَحَسُنَ أُولٰئِکَ رفیقا۔ نحسبھم کذٰلک ولا نزکي علی اللہ أحدًا۔ غازیانِ حق کے نام اِن مسافرانِ آخرت کا پیغام، اشعار کی صورت میں پیش ہے۔

دُنیا سے جی چُرا کر، عُقبیٰ سے دل لگا کر
اپنوں سے دُور جا کر، خونِ جگر جلا کر
ہم دے چلے جہاں میں، توحید کی گواہی ____ ہم آخرت کے راہی

طارقؒ کی پیروی میں، پس قدمیاں بُھلا کر
کُودے تھے ساحلوں پر، ہم کشتیاں جلا کر
بے نور گھاٹیوں کی ہم سے چُھٹی سیاہی ___ ہم آخرت کے راہی
اک شہرِ بے اماں میں مَسکَن رہا ہمارا
بے خانُماں سہی پر، ہم نہ تھے بے سہارا
ہوتے نہیں ہیں تنہا اللہ کے سپاہی ___ ہم آخرت کے راہی
ربّ سے کیا تھا وعدہ، جنت کا تھا اِرادہ
مرنے کی جستجو تھی، جینے سے بھی زیادہ
تثلیث کی صفوں میں ہم سے مچی تباہی ___ ہم آخرت کے راہی
حاصل جُمہوریت کا، انسان کی ترقی
اَرواح کا تنزّل، اَبدان کی ترقی
ہم چاہ تو سکتے تھے، لیکن نہ ہم نے چاہی ___ ہم آخرت کے راہی
عِشرت کی کیا تمنّا، جب دِیں پہ آنچ آئے؟
یہ سر ہوں دوش پر کیوں؟ یہ جان کیوں نہ جائے؟!
حق جانچتا ہے کس نے، کیسی وفا نباہی ___ ہم آخرت کے راہی
ہم رحمتِ جہاںؐ کے پیرَو ہوں، نرم خُو ہوں
نفرت کے دشت و بَن میں اُلفت کی جستجو ہوں
ہم اُمتِ نبیؐ پر ہوں رحمتِ الٰہی ___ ہم آخرت کے راہی

جس جا کہے شریعت ' ہم سربکف وہاں ہوں
حق روک دے جو لیکن' رُک جائیں ہم جہاں ہوں
ہم کو نہ ہو گوارا اسلام کی تباہی ____ ہم آخرت کے راہی
پہلے بھی اُٹھے طوفاں ' اِن یورپی ندیوں سے
جنگِ صلیب جاری ہے آج بھی صدیوں سے
افغان سے بھی لیکن چھوٹی نہ کج کُلاہی ____ ہم آخرت کے راہی

گستاخ امریکا!

وَلَاتَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَالَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَاتُنْصَرُوْنَ

(ھود:۱۱۳)

''اور جولوگ ظالم ہیں اُن کی طرف مائل نہ ہونا،نہیں توتمہیں (دوزخ کی) آگ آلپٹے گی،اورخدا کے سواتمہارے اور دوست نہیں ہیں،اگرتم ظالموں کی طرف مائل ہو گئےتو پھرتم کو(کہیں سے) مدد نہ مل سکے گی''۔

امریکا کے ایوانوں میں آگ لگائیں ہم
اِس کے فتنوں سے اُمت کی جان چھڑائیں ہم

سب سے بڑا جو دشمن اُس سے سب سے پہلے جنگ
پوری ملتِ ایماں جس کے کرتوتوں سے تنگ
غزّہ تا کابل جب ایک ہے پانی خون کا رنگ
طاغوتِ اکبر سے لڑنے میں ہوں ہم آہنگ

سارے جھگڑے چھوڑ کے پہلے یہ نمٹائیں ہم
امریکا کے ایوانوں میں آگ لگائیں ہم

آج صلیبی فوج کا سرغنّہ ہے امریکا
دُوجوں کو لڑوائے ' اپنا بال نہ ہو بیکا
ہے تاریخ کے ماتھے پہ یہ کلنک کا اک ٹیکا
جان و مال لگا کے اس کا مزا کریں پھیکا

پوری شدّت سے ' مل کر اِس سے ٹکرائیں ہم
امریکا کے ایوانوں میں آگ لگائیں ہم

کل افغانستان بنا تھا روس کا قبرستان
آج امریکا ' یورپ بارے بھی ہے یہ اعلان
چھوڑو خوف اور ڈر کی باتیں' اے اہلِ ایمان
اپنی باری آنے سے پہلے روکو طوفان

مسلم ہیں تو کافر سے پھر کیوں گھبرائیں ہم
امریکا کے ایوانوں میں آگ لگائیں ہم

اسرائیل کا آج تلک ہے کون بھلا رکھوالا
انگریزوں کی اس اولاد کو امریکا نے پالا
ان کی صف میں جو ہے وہ دوزخ میں جانے والا
ملّت کے غدّاروں کا ہے تن' من' دھن سب کالا

تفریقِ حقّ و باطل سب کو سمجھائیں ہم
امریکا کے ایوانوں میں آگ لگائیں ہم

یورپ بھی ہے امریکا کا ایک چہیتا چیلا
قصرِ خلافت اِن رُومی نسلوں نے مل کر ٹھیلا
لے جائے گا اِن کو بہا کے ایماں کا یہ ریلا
جس نے اِن کو مارا گویا لُوٹا اُس نے میلا

جائیں جہنّم میں کافر، جنّت میں جائیں ہم
امریکا کے ایوانوں میں آگ لگائیں ہم

فیصلہ ہے قرآں کا یہ ایمان کے ہیں دشمن
کلمہ گو ہے جو بھی اُس کی جان کے ہیں دشمن
صہیونی پِٹھو میرے قرآن کے ہیں دشمن
اللہ کے محبوب نبیؐ کی شان کے ہیں دشمن

جانِ رحمتؐ کی حُرمت پہ سر کٹوائیں ہم
امریکا کے ایوانوں میں آگ لگائیں ہم

جاگیں خود اور کُل اُمت کو ساتھ ملائیں ہم
کچلیں اُن کی توپیں، اُن کے ٹینک اُڑائیں ہم
گُستاخوں کی لاشیں اُن کے گھر پہنچائیں ہم
ہر مسلم خطّے سے اُن کو مار بھگائیں ہم

عالَم میں اسلام کا پھر پرچم لہرائیں ہم
امریکا کے ایوانوں میں آگ لگائیں ہم

نوحۂ خون!

((مَا اَطْيَبَکِ وَ اَطْيَبَ رِيْحَکِ مَا اَعْظَمَکِ وَ اَعْظَمَ حُرْمَتَکِ وَ الَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ حُرْمَةً مِنْکِ مَالِهٖ وَ دَمِهٖ وَ اَنْ نَظُنَّ بِهٖ اِلَّا خَيْرًا))

(رواہ ابن ماجۃ' باب حُرْمَةِ دَمِ الْمُؤْمِنِ وَمَالِهٖ)

''اے کعبہ تیری خوشبو کتنی عمدہ ہے اور تیری عظمت و حرمت کس قدر زیادہ ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ مومن کے مال و جان کی حرمت' اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے۔ لہٰذا ہم مومن کے بارے میں ہمیشہ خیر کا ہی گمان کریں''۔

میرا خون' یہ میرا خون
میرا خون' یہ میرا خون
یا اُمّہ! یا مُسلمون!

بہتا ہے بازاروں میں
چرچوں میں' چوباروں میں
مثلِ مُصحف میرا خون
جلتا ہے انگاروں میں

میرے دین کی حرمت پر
ٹوٹ پڑے ہیں دجّالون
یا اُمّہ! یا مُسلمون!

میرے خون پہ ہنستے ہیں
اور آوازے کستے ہیں
سنگ زنی کرتے ہیں اور
شیش محل میں بستے ہیں

ہو جائیں گے چکنا چُور
نکلیں گے جب قاہرون
یا اُمّہ! یا مُسلمون!

میرے خون سے کھیلے جو
شعلوں میں جل جاتا ہے
میرے خون کا فوّارہ
سَیلِ حق بن جاتا ہے

میرے خون نے اُلٹے ہیں
کتنے عالی شان سُتون!
یا اُمّہ ! یا مُسلمون!

حِطّین و دِجلہ و نیل
میرے خون کے سنگِ میل
میری پروَردَہ ہر جِیل
شاہدِ ضربِ جبرائیل

میرے خون کا پھیلاؤ
جبلِ طارق تا جَیحون!
یا اُمّہ ! یا مُسلمون!

اے غدّارانِ مِلّت!
میرے خون سے اُلجھو مت
میرے خون کی شاہد ہے
کعبۃُ اللہ کی عظمت

میرے خون کے دھارے ہیں
دہشت، ہیبت، عزم، جُنون
یا اُمّہ! یا مُسلمون!

میرے خون کے وارِث ہیں
نکلیں جو لِلّٰہ فِی اللّٰہ
میرے عزم کے حارس ہیں
کلماتِ اِنّا لِلّٰہ

میرے بازو کی طاقت
اِنّا اِلیہِ رَاجِعُون
یا اُمّہ ! یا مُسلمون!

میرے خون سے رخشِندہ
خاکِ مشرق نور اَفروز
میرے خون سے شرمندہ
اہلِ مغرب ' تا اِمروز

میرا خون ہے سحرِ نو
فکرِ فورڈؔ نہ افلاطونؔ
یا اُمّہ! یا مُسلمون!

میرے خون کو دیکھ کے تم
پتھر سے ہو جاتے ہو؟!
اپنے ہی خوابوں میں گُم
کیوں غافل سو جاتے ہو؟!

آخر کب تم سمجھو گے
میرے خون کو اپنا خون؟!
یا اُمّہ ! یا مُسلمون!

نار و نور ہے میرا خون
مِہرِ حُور ہے میرا خون
پھیلائے گا روشنیاں
کر کے دُور اندھیرا خون

کاٹے گا ہر پردۂ شب
لاکرایک سویرا___ خون
یا اُمّہ! یا مُسلمون!

جنوری ۲۰۱۱ء فلوریڈا (امریکا) کے ایک گرجا گھر اور غزنی (افغانستان) کے ایک گاؤں میں امریکیوں کے ہاتھوں توہینِ قرآنِ مجید کی ناپاک جسارت کے موقعے پر لکھی گئی۔

آگے بڑھتے جاؤ!

امریکا کی آن دیکھو
جھوٹی اس کی شان دیکھو
امریکا کا مان دیکھو
نکلی اس کی جان دیکھو

دیکھتے نہ جاؤ
ہاتھ بھی بٹاؤ
گاڑیاں اُڑاؤ!
آگے بڑھتے جاؤ!

غاصبوں کو چھوڑو مت
ظالموں سے جوڑو مت
غازیوں سے توڑو مت
موت اٹل ہے، دوڑو مت

کشتیاں جلاؤ
مال و جاں لگاؤ!
گاڑیاں اُڑاؤ!
آگے بڑھتے جاؤ!

حق کی یہ سبیل ہے
جنگ یہ طویل ہے
کفر گو ذلیل ہے
رُومیوں کو ڈِھیل ہے

غم نہیں اُٹھاؤ
آخرت بناؤ
گاڑیاں اُڑاؤ!
آگے بڑھتے جاؤ!

بوسنیا

تم کیا جانو بوسنیا کے ساتھ کیا ہوا؟!

مسلمانی
مرا وہ جرم تھا
جس نے
صلیب واِشتراکیت کے ہاتھوں
یہ سزا پائی!
سرائیوو ___ مرااِک مسجدوں کا شہر تھا
جو اَب فقط ملبوں کی بستی ہے!
مرے یہ بے وُقعت انسان ہاں
قبروں کی بھرتی ہیں!
کوئی بتلا تو دے لیکن...
بنی اَصفر کا یہ کیسا تعصّب تھا؟
کہ جس نے چوہے مار گولیاں کھلوا
مرے ان نونہالوں کا لہو چوسا!
مری معصوم کلیوں کی ملوّث خاک میں عزت

سبھی سے پوچھتی ہے یہ

بھلا کیسی عدالت تھی

وہ دارِندوۂ عالَم؟

وہ ''یو۔این۔او'' کی مجلس؟

جس نے میرے مجرموں کو عدل کی کُرسی پہ بٹھلایا

کہ جس نے ''عادِلوں'' کے ہاتھ سے

مَشکیں کَسیں میری

نشے میں دُھت ــــ مرے بیٹے

بٹی ٹکڑوں میں ــــ میری سرزمیں

اور کرچیاں ــــ میرے تمدّن کی

کسی فاتح کے لشکر کو

ہنوز آواز دیتی ہیں!

مرا نوحہ سناتی

یہ سنہری وادیاں میری!

ابھی تک راہ تکتی ہیں

مری ملت کے بیٹوں کی

اُنھیں فرصت ملے کچھ گر

خیال وخواب کی دُنیا بسانے سے!

معیارِ زندگی اونچا اُٹھانے سے!

جرمِ ضعیفی!

سن!
سن کہ بے چارگی جرم ہے
جرم ___ جس کی سزا موت ہے!
موت ___ جو ہے جزا ایسی ہر قوم کی!
جس نے گھوڑوں کی باگوں کو گُم کر دیا
جس کی سَطوَت کو راگوں نے گُم کر دیا
جس کے پیروں، جوانوں کا
تیروں، کمانوں سے
کوئی، کہیں واسطہ نہ ملے
جس کو دشمن تلک راستہ نہ ملے!
تُف ہے اُس زندگی پر
جو بے جان ہو
بے ضمیری کا، درماندگی کا جو عنوان ہو!
تُف ہے اُس موت پر
بے بسی کے لباسوں میں آتی ہے جو!

جس کا پرچار کرتے ہیں شام وسحر
موت سے یہ فراری ___ یہ اہلِ بَطَن
یہ مداری کہیں کے ___ یہ ملّت شِکن
جن کی آنکھوں میں غیرت کے شعلے نہیں
خون جن کا کسی طور کھولے نہیں!
بستیاں اہلِ توحید کی
کُفر کے ہاتھ گروی رہیں ___
پھر بھی ہم سے کہیں
'خامشی امنِ عالم کا عنوان ہے!'
امنِ مطلق ___ ہماری یہ پہچان ہے!
کوئی سوچے ذرا
کس قدَر بے وزن اِن کا ایمان ہے!

سن!
سن کہ بے چارگی جرم ہے
جرم ___ جس کی سزا موت ہے!
موت ___ جو ہے قضا ایسی ہر قوم کی!
جس کے سر
اپنی تاریخ وجغرافیہ

بھول جانے کا الزام ہو!
جس کی رسوائی جگ میں سرِ عام ہو
کاشغر، اندلس، اور بخارا
کے قصوں سے سیکھے نہ جو!
تُف جوانی پہ اُس
جس کا ایک ایک پل
'برگر'، 'ماؤنٹین ڈیو' کی خاطر کٹے
موت جس کے لیے دال بن کر بٹے
تُف جوانی پہ اُس
جس کے ہوتے ہوئے
دستِ کفار میں جلتا قرآن ہو
جس سے شا کی مقدّس وہ اِک شان ہو!

ایک نظم بادلِ نخواستہ!

کیا وجہ ہے کہ ہم تاریخ کی ہر صلیبی جنگ کو تو ___ صلیبی جنگ کہہ دیتے ہیں اور اس میں شریک اپنے اسلاف کے کارناموں پر فخر بھی کرتے ہیں، لیکن جب تاریخ کا پہیہ گھوم کر ہم سے اپنے سامنے کی صلیبی جنگ میں اپنا کردار مانگتا ہے تو زبانیں گُنگ، قلم ساکت، جوانیاں لاتعلق، اور بزرگیاں تجاہلِ عارفانہ کا شکار ہو رہتی ہیں۔

صلاح الدین ایوبیؒ تاریخ کی کتابوں میں تو ہمیں بطل نظر آتے ہیں، لیکن نہ جانے آج وہ ہوتے تو ہم اُنھیں کیا مقام دیتے؟ آج اس دنیا میں کفر و اسلام کا جو معرکہ جاری ہے، ___ باوجودیکہ وہ تاریخِ اسلام کی ہمہ گیر ترین اور بھیانک ترین صلیبی جنگ ہے، مسلمانوں سے بڑھ کر خود اسلام کے خلاف ہے، ہماری اور ہماری اولادوں کا دین، اِتباعِ شرع کا جذبہ، معاشرتی اقدار، تعلیمی روایات، ملی حمیت اور اس سے بڑھ کر شعائرِ اسلام کی حرمت و عزت غرض سبھی کچھ اہلِ کفر کے ہاتھوں داؤ پر لگا ہے ___ لیکن ایسے میں بھی ہماری اکثریت کی فکری صلاحیتیں، وقت، پیسہ اور جانیں ___ سبھی کچھ اِس موجِ حوادث سے دور ہے اور ہم ساحل ہی سے طوفاں کا نظارہ کر رہے ہیں۔ ایسے میں آخر کب تک ہمارا دین محفوظ رہے گا؟ ہماری نسلوں کے ایمان کا کیا بنے گا؟ کیا تاریخ ہمیں معاف کر دے گی؟ کیا تاریخ نے ہسپانیہ، بخارا، کاشغر والوں سے صرفِ نظر کیا تھا جو اَب کرے گی؟ وجوبِ شرعی کچھ ہے کہ نہیں؟

جو حق پہ چھائی ہے اِسے
''صلیبی جنگ'' تو کہو!

لہو تمھارا ہے نہیں!

یہ اور کسی کا خوں سہی

چلو کہ خون نہ سہی

... کہ لال رنگ تو کہو!

نہیں جو پھر بھی دِکھ رہا ___

چڑھا ہے اس قدر نشہ ___

کہ پی ہے بھنگ ___ تو کہو!

نہیں اُمنگ ___ تو کہو!

کچھ کہو!

خموش تو نہیں رہو!

اپنے لوگ!

بنتے تھے اَن جانے لوگ — تھے جانے پہچانے لوگ
بندھن بھی نہ توڑ سکے — نہ اپنا ہی مانے لوگ
جن کی خاطر جیتے تھے — کہتے تھے ''دیوانے لوگ''
ہم دَم تھے پر بھول گئے — ساتھ چلے بیگانے لوگ
جان سے گزرے جب لیکن — آئے تب اپنانے لوگ
جب کوئی حسرت نہ رہی — بیٹھے پیار جَتانے لوگ
چادر لے کر لپکے پھر — بُن کر تانے بانے لوگ
جیتے جی پوشاک نہ دی — پہنچے ہاں' کفنانے لوگ
بوجھ بٹاتے ڈرتے تھے — پیش کریں اب شانے لوگ
قصہ پاک ہوا گرچہ — چلے ہیں گو دفنانے لوگ
کس پر تیر چلائیں گے؟ — لگے ہیں کچھ پچھتانے لوگ!

مسلمانانِ ہنداور ہم

ہم سے بچھڑے جو ___ تم

''اَقلیت'' رہ گئے!

یوں اکیلے ہی پھر

اتنے غم سہہ گئے!

اور ہم !!!

خواب لے کر کے آئے تھے

کل جو یہاں!

سَیلِ اِلحاد و عِصیاں کے طوفان میں

کب کے ___ وہ بہہ گئے!

بے سُدھ و دَم بخود

ہم جہاں سے چلے تھے

وہیں رہ گئے!

ایسٹ انڈیا کمپنی

نامبارَک

سفینوں سے اُترے ہوئے

بے حسو!

نامرادو!

ستم پرورو!

تم نے قرنوں تلک

میری ملّت کا جتنا لہو ہے پیا

اُس قدَر تم سے اب دشمنی ہے مری!

جتنی سانسیں بچی آج سینے میں ہیں

سب تمھارے مقدّر کی ہیں آندھیاں!

جو بھی شعلے ہیں اِن زمزموں میں عیاں

ہیں تمھارے جہنّم کے آتش فشاں!

بے وقوفو!

رذِیلو!

اے شامت زدو!

سُن چکو!

نہ قدیمہ ہی آثار تھے

سب وہ پیر و جواں

پھانسیوں پر جو جھولے کبھی!

نہ وہ دار و رسن

ہم ہی بھولے کبھی!

گُم رہو!

ظالمو!

فاسقو!

کافرو!

جان لو!

واپسی کا سفر ہے ہمارے لیے

نہ ہی کوئی مفر ہے تمھارے لیے!

ہاں قیامت تلک اپنا اعلان ہے!

جب تلک دوش پر

سر ہیں اور

جان میں جان ہے!

مان لو!

یہ جو ناقوس تم نے بجایا ہے یاں

جنگِ تثلیث کا
اِس کا انجام اب اپنے ہاتھوں میں ہے!
نامبارَک سفینوں سے اُترے ہوئے
بے حسو!
نامرادو!
ستم پرورو!
قاتلو!

اِستِسلام

امیر المؤمنین سیّد احمد شہیدؒ کا کردار اور جذبہء اِستِسلام ہر مجاہد و قائد فی سبیل اللہ کے لیے ایک مثال ہے۔ اللہ کی مخلوق اور عامۃ المسلمین سے محبت، رحمت کا جذبہ آپ کی سیرتِ طیّبہ کا خاصہ تھا۔ کسی پر نہ خود ظلم کیا، نہ اپنے کسی غازی ہی کو اس کی اجازت دی۔ اپنے پیروکاروں کی تربیت اس انداز میں کی بقول مؤرخین کے، صحابہ کرامؓ کے اُسوے کی یادیں تازہ ہو گئیں۔ مقصودِ جہاد نہ مالِ غنیمت تھا نہ کشور کُشائی، اور نہ ہی جاہ و منصب کی یہاں تمنّائیں تھیں۔ یہ سارا ثمرہ تھا اُس للّٰہیت و اخلاص اور تعلق و توجہ اِلی اللہ کا ___ جس سے آپ کو حظِ وافر نصیب ہوا تھا؛ خود آپ اپنے بارے میں فرماتے ہیں:

> ''میں نے مدّۃ العُمر آنے جانے، لینے دینے، اُٹھنے بیٹھنے، حرکت و سکون، غصہ و بُردباری، قہر و مہر، کھانے پینے، پہننے اور سوار ہونے کا کوئی کام نہیں کیا، جس میں رضائے الٰہی کی نیت نہ ہو اور کوئی کام میں نے نفس کے تقاضے اور خواہش سے نہیں کیا''۔

(ایمان و احتساب، تاریخ دعوت و عزیمت حصہ ششم (جلد دوم) سیرت سیّد احمد شہیدؒ صفحہ نمبر ۵۱۱)

بھری دنیا کے جب سارے سہارے
چھوٹ جاتے ہیں!
مداراتوں کے ناتے
درد کے رشتے
کبھی جب ٹوٹ جاتے ہیں!

سبھی اپنے پرائے، برحق وناحق
اچانک رُوٹھ جاتے ہیں!
تو ایسے میں
تری رحمت کا دروازہ
کُھلا رہتا ہے آخر تک ____
زمین وآسماں کے شہنشاہ!
اے قادرِ مُطلق!
یہ میں اور میرے سب لمحات
میری ساری خواہشات
جب تیری امانت ہیں
تو اپنے جُھوٹے حق سے
کیوں نہ دست بردار ہو جاؤں
مٹا کر اپنی ہر چاہت
تری اک اک عنایت کا
نہ کیوں حق دار ہو جاؤں!
فریبِ نفس کے بُت توڑ کر
شیطان سے یوں برسرِ پیکار ہو جاؤں
کہ خود کو خاک میں بو کر
گل وگل زار ہو جاؤں!

مساجد جنگ کا میداں نہیں ہیں!

مساجِد جنگ کا میداں نہیں ہیں
یہ جائے حُرمت و اِعزازِ دِیں ہیں

مہکتی ہیں یہاں ایماں کی فصلیں
نُمو پاتی ہیں یاں ملت کی نسلیں
برستی ہے یہاں رحمت کی برکھا
یہی توحید کی جائے نِدا ہے
مَناروں سے اُبھرتی یہ صدا ہے

مساجِد جنگ کا میداں نہیں ہیں
یہ جائے حُرمت و اِعزازِ دِیں ہیں

یہاں جب حق کی شمعیں ہوں فَروزاں
تو اُن سے روشنی' واجب ہے لینا!
اگر فانوس یہ دُھندلا بھی جائیں
بُجھانا ان کو پھر بھی کب روا ہے؟
مَناروں سے اُبھرتی یہ صدا ہے

مساجِد جنگ کا میداں نہیں ہیں
یہ جائے حُرمت و اِعزازِ دِیں ہیں

عبادت گاہ کو بے حال کرنا
مساجد ' مدرسے پامال کرنا
صلیبی لشکروں کی یہ ادا ہے
مگر مسلم سے کہتی ہے شریعت
کہ ناجائز یہ اندازِ وَغا ہے
مَناروں سے اُبھرتی یہ صدا ہے

مساجِد جنگ کا میداں نہیں ہیں
یہ جائے حُرمت و اِعزازِ دِیں ہیں

مساجد جنگ کا میداں جو ہوتیں
زبانِ حال سے خود آج کہتیں!
جو چودہ قرن سے قائم ہیں اب تک
نہ ہرگز اِس طرح آباد رہتیں!
کہ خود مقصودِ حق اِن کی بقا ہے
مَناروں سے اُبھرتی یہ صدا ہے

مساجِد جنگ کا میداں نہیں ہیں
یہ جائے حُرمت و اِعزازِ دِیں ہیں

یہاں سب عابد و عاصی ہیں آتے
بقدرِ رِزق سب حصّہ ہیں پاتے

کوئی سجدوں میں ہیں آنسو گراتے
کوئی پتھر دلوں کو ہیں بہاتے
برائے فاسق و مومن یہ رستہ
قُرونِ خیر سے یوں ہی کُھلا ہے
اسے ہرگز کبھی مت بند کرنا
غریب اسلام ورنہ ہو چلا ہے!
مَناروں سے اُبھرتی یہ صدا ہے

مساجِد جنگ کا میداں نہیں ہیں
یہ جائے حرمت و اعزازِ دیں ہیں

پیامِ عزّامؒ!

((لَا يَنۡبَغِيۡ لِلۡمُؤۡمِنِ اَنۡ يُذِلَّ نَفۡسَهٗ)) قَالُوۡا: وَ كَيۡفَ يُذِلُّ نَفۡسَهٗ؟ قَالَ: ((يَتَعَرَّضُ مِنَ الۡبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيۡقُ)).   (جامع الترمذی، باب لایتعرض من البلاء لما لایطیق، رقم الحدیث ۲۲۵۴)

''مومن کونہیں چاہیے کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے''۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ ''وہ کیسے اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے آپ کو ایسی آزمائش میں گھسیٹتا ہے جس کی طاقت نہیں رکھتا''۔

سورج نے نکلنا ہے آخر!
اِس شام نے ڈھلنا ہے آخر!
اَفسوں اِس رات کا ٹوٹے گا
ہر زندانی جب چھوٹے گا!
تم تارے ٹانکو محنت کے
یہ جھلمل کام ہی آئے گی
ہاں پھول بکھیرو اُلفت کے
خوش بو ہے ___ رنگ جمائے گی!
یہ رنگ و نور کی برکھا اک دن گلشن کو مہکائے گی!

تعجیل میں لیکن مت پڑنا!
جا بند گلی میں مت رُکنا
دُہرا کے تجارِب مت تھکنا
کچھ پھول بچھا کر دامن میں
کچھ تارے رکھ کر آنکھوں پر
مَنجدھار کو ساحل نہ کہنا!
جذبات کی رَو میں نہ بہنا!
ورنہ اِک صبحِ کاذِب ہی
انجامِ مسافت ٹھہرے گی!
یہ گردش آفت ٹھہرے گی!

سورج نے نکلنا ہے آخر
اِس شام نے ڈھلنا ہے آخر!
میراثِ مومن ہے دنیا
پھر خود ہی کہو ___ ہے جلدی کیا؟

شہید!

عن أَبِيْ بُردة بن قيس أخي أبي موسى رضی اللہ عنہ (الأشعري) قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فَنَاءَ اُمَّتِيْ فِي سَبِيْلِكَ بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُوْنِ)).

(قال الهيثمي في مجمع الزوائد، رواه أحمد و الطبراني في الكبير ورجال أحمد ثقات' قال الحافظ في "الفتح" ١٠\١٨٢ اصححه حاكم' وأخرجه سيوطي رحمہ اللہ في الجامع الصغير)

حضرت ابی بُردہ ابن قیسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے اللہ! میری اُمت کا انجام اپنے راستے میں شہادت سے فرمایئے؛ طعن (نیزے کے وار) اور طاعون کے ذریعے''۔

یہ دُعائے نبوی... اللّٰھُمَّ اجْعَلْ فَنَاءَ اُمَّتِیْ... اُمّت پر نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی غایتِ شفقت اور دنیا سے اُمتیوں کے مغفور و مرحوم جانے کے منشائے نبوی کی غماز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آرزو تھی کہ آپ کے اُمتی آخرت کے راہی ہوں' چاہے بظاہر کچھ ظاہری تکلیف کے دروازے (نیزے کے وار یا طاعون کے وار) سے گزر کر ہی انھیں دارِ آخرت کا راہی بننا پڑے۔ طاعون ہی کے بارے میں حضرت معاذؓ نے اہلِ شام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اِنَّهَا رَحْمَةُ رَبِّكُمْ وَدَعْوَةُ نَبِيِّكُمْ وَقَبْضُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ"۔ (رواه أحمد)

''بے شک یہ تمھارے ربّ کی رحمت' تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور تم سے پہلے کے نیک لوگوں کا سببِ موت ہے''۔ آپؓ ہی کے یہ الفاظ بھی روایات میں مذکور ہیں:

"بَلْ هُوَ شَهَادَةٌ وَرَحْمَةٌ وَدَعْوَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم..."۔

مجھے جانا ہے بہت دُور' بہت دُور تلک
دِل کے ارمانوں کی اُس منزلِ پُر نور تلک

وہ جہاں آفتابِ فوز کی کرنیں پھوٹیں
جس سمے رات کی سہمی ہوئی سانسیں ٹوٹیں
عرش کے سائے تلے، ذَھَب کی قِندیلوں میں
ہوں جواہر کے محلّات جہاں مِیلوں میں

مجھے جانا ہے بہت دُور، بہت دُور تلک
دِل کے ارمانوں کی اُس منزلِ پُر نور تلک

وہ جہاں سَرمدی حیات کا ساغَر چھلکے
میں کوئی مُشتِ خاک ہی نہیں محض، بلکہ
میں تو اک عزم ہوں دبتا ہوں، اُبھر آتا ہوں
میں تو وہ نور ہوں بُجھتا ہوں تو بڑھ جاتا ہوں
میں ہوں ''لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَہْ'' کا رَجَز
بربطِ کفر کے ہر سُر کو میں شرماتا ہوں!
میں ہی وہ جذبِ سُبک خیز و شفق ریز ہوں جو
ہر نئی نسل کے سینے میں اُتر جاتا ہوں!
ہر نئے عہد کی اَحزاب سے ٹکراتا ہوں!
بن کے پھر خندقِ ارضی میں ہر اِک عالَم میں
جَیشِ اَشرار ہوں جب، ڈھال سی بن جاتا ہوں!

مجھے جانا ہے بہت دُور، بہت دُور تلک
دِل کے اِرمانوں کی اُس منزلِ پُر نور تلک

وہ جہاں تَعَب وَنَصَب عیش میں ڈھل جاتے ہیں
وہ جہاں بچھڑے ہوئے لوگ بھی مل جاتے ہیں
وہ جہاں وقت کے ہارے تھکے مسافر سب
آن کی آن میں یوں بادشہ بن جاتے ہیں!

تخت اور تاج تلک، سلطنت و راج تلک!
جن کی خاطر یہ سفر جاری رہا آج تلک
محفلِ حور تلک ' نُقرئی قُصُور تلک
راحتِ عَین تلک ' زُمرہ ' حُضورؐ تلک!
ہاں مری جان! بہت دُور، بہت دُور تلک!

معرکہ!

سچّے لوگ تھے
سچ کی خاطر
سچا کر کے وعدہ اپنا
سچے دیس سِدھار گئے!

جھوٹ کے بندے
تن کی خاطر
سب کچھ لیکن... ہار گئے!

میں تری راہ میں جیون یہ جلانا چاہوں

میں تری راہ میں جیون یہ جلانا چاہوں
ایک ہی جان ہے' سو بار لٹانا چاہوں

چھوڑ کر یاد تری 'کتنے غموں کو پالا
اب میں خوشیوں کے لیے خود کو بھلانا چاہوں

سارے بازار میں کچھ بھی تو معیاری نہ لگے
ترکِ سامان کا بس ایک بہانہ چاہوں

جو بدل جائیں خزاں میں' وہ بہاریں کیسی؟
جو وفا کیش ہو' موسم وہ سُہانا چاہوں

جو دلِ دوست کی ٹھنڈک ہو' وہ سامان کروں
ہو رُخِ غیر پہ جو برق' گرانا چاہوں

جو ترے شوق میں اُٹھ جائیں' وہ پاؤں چوموں
جو ترے خوف سے رُک جائیں' ڈھلانا چاہوں

یہ ترے نام پہ کُھلی ہوئی بے خواب آنکھیں
اپنے ہاتھوں سے تہہِ خاک سُلانا چاہوں

بس مری آنکھ میں اَشکوں کا سمندر بھر دے
اب ترے عرش تلک اَبر اُٹھانا چاہوں

سراب

نہ رَہ بر' نہ منزل نہ کوئی مآب
تمنّائے قلبی مگر اِنقِلاب!

لحاظِ شریعت' نہ حکمت کی تاب
فقط جوش و جذبہ یا زورِ خطاب

کہاں اِتّباعِ رہِ آں جنابؐ؟
کہاں مال وجاہ وحشم کے سراب؟!

کہاں نو بہ نو وہ میادینِ جنگ؟
کہاں نوع بہ نوع خوان ونان وکباب؟

ہُوا ہے کبھی' اب جو ہو پائے گا؟
بہ ہدمِ شریعت نِفاذِ کتاب

جگائے مگر نیند سے کون اِنھیں؟
کہ یہ جاگتے ہی میں دیکھے ہیں خواب!

ضرورت ہے!

بدخشاں سے وہ جب لوٹا
شہر میں دوستوں سے یوں کہا اُس نے
''دُہائی ہے، دُہائی ہے ____
غلامانِ نبیؐ کے پاک خوں میں تر صلیبوں کی!
مسیحاؤ! کہاں ہو تم؟
''محاذوں'' کو ضرورت ہے ''طبیبوں'' کی!''

یہ سُن کر اک دلِ حسّاس نے
آگے قدم رکھا!
دَوا دارُو، مرہم پٹّی کے کچھ اسباب
کچھ آلے جراحت کے
سجا کر اپنے بستے میں
شکستہ حال رہ بر سے کہا
''رستہ کہاں پر ہے؟''

طبیبِ بے خبر

یوں ایک دن

چھپتا چھپاتا، جب

محاذِ شوق پر پہنچا!

تو دیکھا کہ...

وہاں دنیا ہی کوئی اور تھی گویا!

کوئی زخموں سے چورا چور

مشغولِ عبادت تھا!

کوئی اِمکاں کے تنکے جوڑ

سب خوابِ پریشاں چھوڑ کر

محوِ ریاضت تھا

کوئی بے حال پردیسی

خزاں کی دھوپ میں جُھلسے

مگر اُمیّد سے شاداب چہرے پر

سجا کر مُسکراہٹ کے گلاب

اِکرامِ مہماں کے لیے

قہوہ بناتا تھا!

کوئی آنکھیں گنوا بیٹھا تھا لیکن

غیرتِ ایماں کے نغمے سُناتا تھا!

کوئی مصنوعی پاؤں باندھ کر بھی
خدمتِ انصار کرتا تھا
مسلسل شکر کا اظہار کرتا تھا!

نئی دنیا! ___ جہاں پر چوٹ اور زخموں کے معنی
اور ہی کچھ تھے!

طبیبِ باخبر نے دیکھ کر سارے ہی یہ منظر
پلٹ کر شہر کے سب دوستوں کو خط میں یہ لکھا
''دُہائی ہے' دُہائی ہے ___
متاعِ زیست کے سربستہ رازوں کی!
مسیحاؤ... چلے آؤ!
''طبیبوں'' کو ضرورت ہے ''محاذوں'' کی!''

این ۔ جی ۔ او

(نہ ۔ جنو ۔ اولاد)

کہاں تم قید ہو اِس چار دیواری و چادر میں؟
بہت اچھا تھا یہ سب گرچہ دورِ 'گرینڈ فادر' میں!
مگر جو اَب زمانہ ہے اسے 'ایڈوانس' کہتے ہیں
کبھی تقدیر ہوتی تھی، جسے اب 'چانس' کہتے ہیں

ضروری ہے ترقی کا کوئی اِک 'چانس'، تم بھی لو
جہاں پہنچی ہیں لندن والیاں، تم بھی وہاں پہنچو
پتہ بھی ہے! کہ بنتِ حوّا اُڑتی ہے ہواؤں میں
زمانہ لد گیا جب کھیلتی تھی گھر کی چھاؤں میں

بندھی چولھے سے لیکن، تم ابھی تک جاں جلاتی ہو
وہ پہنچیں چاند پر اور تم یہیں چمچہ چلاتی ہو
اُڑاتی ہیں وہ 'جیٹ' اور تم تو بس بچے کِھلاتی ہو
وہ دُنیا گھوم آئیں، تم فقط جھاڑو گُھماتی ہو

یہ درجن بھر جو بچے ہیں بھلا کیسے سنبھالو گی؟
اگر 'ڈیڈ' ہو گئے 'ڈیڈی' ہی اِن کے' کیسے پالو گی؟
کبھی سوچو کہ مرد و زن تو ہیں گاڑی کے پہیے دو
برابر اِن کو چلنے دو' ذرا کچھ 'لوڈ' تم بھی لو!

تم اِس کا ساتھ دو' کھاؤ' کماؤ' دِل بڑا رکھو
نئی دنیا بھی دیکھو ___ 'آؤٹنگ' کا بھی مزا چکھو!
جو 'یو۔این۔او' نے بخشے ہیں' وہ 'رائٹس' بھی 'شیئر' کرلو
کچھ اپنے حق کو پہچانو' کچھ اپنی بھی 'کیئر' کرلو

ہمارا ساتھ دو تو ہم تمہیں آزاد کر دیں گے
'سِول سوسائٹی' میں بیٹھو گی' دِل شاد کر دیں گے
کوئی مشکل ہوئی' پردیس میں آباد کر دیں گے
رکاوٹ جو بنے گا اس کو مردہ باد کر دیں گے
وگرنہ' مذہب و ناموس کے جو قید خانے ہیں
تمھارے سارے 'ٹیلنٹ' کو یونہی برباد کر دیں گے!
محلے ہی کے بچوں کو الف' با' تا' پڑھاؤ گی؟!
بتاؤ تو؟ تم 'اِسٹیٹس' خود اپنا کب بناؤ گی؟

پرانی سوچ کو چھوڑو' نئی آواز پر لپکو
اور اپنے دامنوں سے ہر بندھی زنجیر کو جھٹکو
قدم گھر سے نکالو___ 'ویل فیئر' کا 'چارم' تو لے لو!
ذرا آگے بڑھو' یہ این۔جی۔او کا 'فارم' تو لے لو!

جو ولدیت کا خانہ ہے' بس اُس میں گُم شدہ لکھ دو!
جہاں مذہب کا ہے پوچھا' وہاں پر بے خدا لکھ دو!

'اِنفارمیشن ٹیکنولوجی'

''کوئی نو ایجاد چیز، صِفری قدر والی (ویلیو نیوٹرل) نہیں ہوتی''۔(ایک مغربی مفکر کا دعویٰ)

میں ہوں بندہ فقط! بندگی کے لیے
خاک سے تُخم میرا اُٹھایا گیا
پہلے یومِ اَلَست' عالمِ روح میں
درسِ توحید مجھ کو سِکھایا گیا!
عِلم سارے ہی اَسماء کا دے کر مجھے
سب خَلائق سے افضل بنایا گیا
پھر وہی میں ہوں جس کو شَرَف یہ ملا
کُل ملائک سے سجدہ کرایا گیا
ڈال کر بارِ تکلیف میرے گلے
امتحاں گاہِ ہستی میں لایا گیا
ہَفت اِقلیم کی سلطنت کا مجھے
اس طرح سے خلیفہ بنایا گیا
کُرّہ ٔ ارض کی ایک اک چیز کو
میزبانی پہ میری لگایا گیا

خَیل و فِیل اور شُتر و بَہائم کو سب
اک اِشارے پہ میرے چلایا گیا
چاند' سورج' ستاروں کو اَفلاک کو
میری خاطر مُسَخّر بنایا گیا
میں عبادت کا' راحت کا ساماں کروں
روز و شب کا یہ پہیّہ گُھمایا گیا
میری فکرِ رَسا کی جِلا کے لیے
کہکشانوں کا آنگن سجایا گیا
پھر مرے ہی لیے کوہِ فاران سے
ایک رحمت لقبؐ کو اُٹھایا گیا
دستِ شفقت کو جنؐ کے' مرے واسطے
نرم' دِیبا سے زیادہ بنایا گیا!
جنؐ کی خوشبو کو اک مُعجزے کی طرح
مِسک و عَنبر سے آگے بڑھایا گیا
ہیں یہ جھونکے مری رہبری کے لیے
اک دلیلِ سفر! یہ بتایا گیا
اب وہی میں ہوں جس کو نہیں کچھ قدَر
کِنؐ کو بھیجا گیا؟ کیا دِلایا گیا؟

مجھ سے شا کی کتابِ ہُدیٰ ہو گئی

ایسے 'کمپیوٹروں' میں کھپایا گیا

اپنے مقصد کی پہچان تک کھو گئی

سیر گاہِ فِتَن میں چلایا گیا

صاف رستے پہ بھی لڑکھڑاتا تھا میں

اِن ڈھلانوں میں لیکن بھگایا گیا!

اک سمندر کنارے کھڑا کر دیا

اور گننے پہ لہریں لگایا گیا

پیاس بڑھتی گئی، العَطَش جب کہا

جامِ 'اِنفارمیشن' پلایا گیا

جوہرِ عِلم سے میں تہی رہ گیا

''معلوماتی ذہن'' بس بنایا گیا

میری نظریں بھی ماضی سے پھیری گئیں

ان پہ جِدّت کا چشمہ چڑھایا گیا

حقّ و باطل کی تلبیس کر کے مجھے

ایک خبطی مُحقِّق بنایا گیا!

'انٹرنیٹ' اب فقط میرا اُستاد ہے

'' میڈیا برانڈ مُفتی '' بنایا گیا!

رَطب و یابس سبھی وہ سنائے گئے
چٹکیوں میں مرا دِیں اُڑایا گیا
حِرص کی منڈیوں میں نچا کر مجھے
اہلِ دنیا کا بندہ بنایا گیا
میرے ایمان کی بولی لگتی رہی
جو نہیں چاہتا تھا ' دِکھایا گیا
رنگ و آہنگ نے ایسے خِیرہ کیا
گویا نشّے کا ٹیکہ لگایا گیا
ہے سُرورِ عبادت ' نہ فکرِ حقوق
اس طرح مجھ کو مجنوں بنایا گیا
ظُلم اور جَہل سے پُر ' نہیں کچھ خبر
عالمِ خاک میں کیوں میں آیا گیا؟
چشم و دِل پر ہیں غفلت کے پردے پڑے
یوں تو دنیا میں ساری گُھمایا گیا!

آلودگی... یاربَّ البیت!

مرے ایمان کا توشہ
جو کتنے قرن سے محفوظ تھا
مامون تھا!
لیکن
میں جب لے کر چلا اس کو
نئی دنیا کے آنگن میں
جہاں نامِ ترقی
ہر طرف شیطاں کا قبضہ تھا___
تو تصویریں ہی تصویریں
مرے چاروں طرف سے
مجھ پہ ایسے حملہ آور تھیں___
مرے گھر کے مکیں
میرے چمن کے پھول اور کلیاں
مگن تھے رنگ کی، آہنگ کی اِک ایسی دنیا میں
جسے دینا بھی چاہوں تو

سوائے دَجل کے کچھ اور عنواں دے نہیں سکتا!
میں اس جنگل سے کوئی اک ثمر بھی لے نہیں سکتا!
مری سرمایہ کاری، دو جہاں کی
یہ مرے معصوم سے بچّے!
مرے گھر کا تقدّس
میرے آنگن کی متانت
کُل متاعِ میری
محض اِک عکس اور آواز کی دنیا میں
گروی ہو چکی ___ یا ربّ!
مرے مالک!
ظہورِ قہر کے تیرے
ہیں ہم سب منتظر
جس دِن
مسیحِ ابنِ مریمؑ عدل کا میداں سجائیں گے
کہ دجّالی تمدّن کے دَھنی
ایمان کے نرغے میں آئیں گے!
صلیبیں ہی بچیں گی
اور نہ تصویریں رہیں گی
صحنِ عالم میں!

نہ اس دنیا کے بچوں کی
کوئی بھی چھین پائے گا
وہ اِک معصومیت جو
حسنِ فطرت کا حوالہ ہے!
نگاہ وقلب کی پاکیزگی
جو کامرانی کا حوالہ ہے!

مری سرمایہ کاری دو جہاں کی
یہ مرے معصوم سے بچّے!
لگے ہیں داؤ پر
مالک!
بچالے میری نسلوں کو
بچالے کُل متاع میری!

اب فکرِ دجّال کرو!

اَشکوں سے بے حال کرو چہروں کو پامال کرو
مٹّی میں رُلنا سیکھو فکرِ اِستِقبال کرو
بیٹھو پاس فقیروں کے دِل کو مالا مال کرو
رکھو پیار پہاڑوں سے اور اونچے اَعمال کرو
ڈرنا کیا اور مرنا کیا؟! اِیماں کی پڑتال کرو
طَور قدیمی اپناؤ ٹھیک یہ خدّ و خال کرو
ناز بدیسی جانے دو سادہ اپنی چال کرو
ہیں یہ ناٹک جُمہوری جیل بھرو ' ہڑتال کرو
چھوڑو حربے غیروں کے مت اب قِیل و قال کرو
اَگلوں کی تقلید رہے دُور اپنے اِشکال کرو
بچّے بھیجو مدرسے شیطاں کو بے آل کرو
سینوں میں قرآن بھرو دُور یہ سُر اور تال کرو
بند کرو جی ٹی وی کو مت ہم سے جنجال کرو
فتنوں کا ہیں دروازہ تصویریں ' پامال کرو
ہر مُنکَر ' معروف ہوا اب فکرِ دجّال کرو!

خادِم ملٹی نیشنل

رہن رکھوا چلا
اپنی کُل زندگی
رُومیوں کے یہاں!
عمر بیتی مگر ___ تجربہ مل گیا!
سر میں یوں ہی سفیدی نہیں آ گئی!
دِیدہ ریزی ہی تھی جو ___ اُنھیں بھا گئی
نورِ آنکھوں کا گرچہ کہ چھنتا رہا
دو جمع دو ___ میں کر کر کے گِنتا رہا!
چار جب ہو گئیں پھر جمع ___ روٹیاں!
کام میرے ذمے جو تھا پورا ہوا
یوں دمِ واپسیں میں اُدھورا ہوا!
ہاں مگر ___
تیل کے کُھد گئے کچھ کنویں
چند سڑکیں بنیں!
اِتصالات و تعمیر و تحقیق کے

کچھ ادارے مرے نام سے معتبَر ہو گئے!
عالی شاں کتنے منصوبے سر ہو گئے!
یوں ترقی کے زینے میں چڑھتا گیا!
(گرچہ لشکر بنی اصفرِ روم کا
سرزمینوں پہ میری ہی بڑھتا گیا!)

دعوت وتبلیغ

''تبلیغی جماعت میں سے کم ہی ہیں جنھوں نے جہاد کی پکار پر لبیک کہا ہو۔لیکن اتنا ضرور ہے کہ ان میں سے جتنے بھی راہِ جہاد کی طرف آگے بڑھے اللہ نے انھیں اُمت کے لیے کثیر خیر ونفع کا ذریعہ بنایا۔ان کی نمایاں پہچان ادب واحترام کی خو' امیر کی والہانہ اطاعت' موت کی طرف نڈر ہو کر پیش قدمی' پاکیزگی وعفت' زہد وتواضع' گہری بامعنی خاموشی اور مؤثر پیرائے میں کی جانے والی گفتگو قرار پائی۔اللہ سے دعا ہے کہ وہ ان مخلص اہلِ ایمان کو جہاد کی طرف مزید پیش قدمی کی توفیق عنایت فرمائیں۔کیوں کہ میں نے دیکھا ہے کہ ان کا کردار ___ سلوک واخلاص اور ادب کا بہترین نمونہ ہوتا ہے' جو دلوں پر اپنے گہرے نقوش چھوڑ کر رہتا ہے۔ہم اللہ کے مقابلے میں کسی کی صفائی پیش نہیں کرتے مگر ہمارا گمان ان بھائیوں کے بارے میں ایسا ہی ہے۔جھگڑنا تو یہ جانتے ہی نہیں اور بحث وتمحیص سے انھیں دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ان کے دل جہاد کی پکار سن لینے کے بعد اس پر لبیک کہنے میں تامّل نہیں کرتے۔حقیقت یہ ہے کہ میں تبلیغی جماعت کی بہت سی خوبیوں کا بے حد معترف ہوں۔ہم اللہ سے امید کرتے ہیں کہ وہ انھیں بعض چھوٹی موٹی کمزوریوں اور خامیوں کا سدِّ باب کرنے کی توفیق دیں۔ہم اپنے ربّ سے یہ بھی التجا کرتے ہیں کہ وہ ان کے بڑے بڑے مجموعوں کو میدانِ جہاد کے شہسوار بنا کر معرکوں میں بھیج دیں''۔

(عشاق الحور/ابوحسام رضوان حموی شہید کے تذکرے میں شہید عبداللہ عزامؒ کا تبصرہ)

یہ بات شاید کم لوگوں کو معلوم ہو کہ بانیٔ تبلیغی جماعت مولانا الیاس علیہ الرحمہ خود جہادی فکر کے حامل تھے اور صلیبی غاصبوں کے خلاف اپنے سینے میں ایک شعلۂ جوالہ رکھتے تھے۔حضرت کی سوانحِ عمری جو مولانا علی میاںؒ نے ''حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ اور ان کی دینی دعوت'' کے عنوان سے قلم

بند فرمائی، اس میں ایک جگہ ''مجاہدانہ جذبات'' کے زیرِ عنوان آپؒ کی شخصیت کے اس پہلو کو ان الفاظ میں اُجاگر فرمایا ہے:

''ذکر و اشغال، نوافل و عبادات کے ساتھ شروع سے مجاہدانہ جذبات سینے میں موج زن تھے، اور جاننے والے جانتے ہیں کہ اس جذبہ و شوق اور اس عزم و نیت سے آپ کی زندگی کا کوئی دور خالی نہیں رہا، اسی کا نتیجہ تھا کہ مولانا محمود حسن رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعتِ جہاد کی''۔

صلیبی و یہودی استبداد کے خلاف، مولانا الیاسؒ کے اُسی جذبے کو آج پھر سے زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

ہم اللہ والے لوگ ہیں جی　　　اللہ سے ڈرانے نکلے ہیں
اِس بُھولی بِسری خَلقت کو　　　خالق سے مِلانے نکلے ہیں

جو اپنی اپنی چاہت کے
بُت دِل میں بسائے بیٹھے ہیں
جو ارمانوں کی بھینٹ چڑھے
جو ربّ کو بُھلائے بیٹھے ہیں
بس سیدھی سادی باتوں سے
ان کو سمجھانے نکلے ہیں

ہم اللہ والے لوگ ہیں جی　　　اللہ سے ڈرانے نکلے ہیں
اِس بُھولی بِسری خَلقت کو　　　خالق سے ملانے نکلے ہیں

کلمہ اکثر کو آتا ہے
جو بھی مُسلِم کہلاتا ہے

پر ایسا بھی ملتا ہے کوئی
جو خود کو عاجز پاتا ہے
ہم ان ساروں کو کلمے کی
عظمت سمجھانے نکلے ہیں

ہم اللہ والے لوگ ہیں جی — اللہ سے ڈرانے نکلے ہیں
اِس بُھولی بِسری خَلقت کو — خالق سے ملانے نکلے ہیں

کچھ جھگڑوں سے سروکار نہیں
بحثیں بھی ہمیں درکار نہیں
اِیماں کی دبی چنگاری کو
دِل میں بھڑکانے نکلے ہیں
اللہ سے سب کچھ ہونے کا
مخلوق سے کچھ نہ ہونے کا
اک یقیں بنانے نکلے ہیں
یہ درد بٹانے نکلے ہیں

ہم اللہ والے لوگ ہیں جی — اللہ سے ڈرانے نکلے ہیں
اِس بُھولی بِسری خَلقت کو — خالق سے ملانے نکلے ہیں

اک حِرص و ہوس کے طوفاں نے
بھائی سے بھائی کاٹا ہے

اہلِ ایماں کی صف کا خَلَل
شیطانِ لعین نے پاٹا ہے
تعلیم جدید ' اطوار نئے
مؤمن کی حُرمت بھول گئے
ذِلّت میں ڈوبی نسلوں کو
احساس دِلانے نکلے ہیں
اکرامِ مسلم کا جذبہ
دِل میں گرمانے نکلے ہیں
ہم اللہ والے لوگ ہیں جی اللہ سے ڈرانے نکلے ہیں
اِس بُھولی بِسری خَلقت کو خالق سے ملانے نکلے ہیں
آج آپ کی اِس بستی میں ہم
کہ جس میں نمازی ہیں کم کم
اور ساز سُنائی دیتے ہیں
ایماں کی دُہائی دیتے ہیں
بستی کی وِیراں مسجد کی
آبادی کی کچھ فکر کریں
دل ذکرِ حق سے شاد کریں
اللہ کا گھر آباد کریں

اسبابِ غفلت کو چھوڑیں
عِلم و اَعمال سے دِل جوڑیں
چُھوٹی ہوئی رسّی کو پھر سے
ہاتھوں میں تھمانے نکلے ہیں

ہم اللہ والے لوگ ہیں جی   اللہ سے ڈرانے نکلے ہیں
اِس بُھولی بِسری خَلقت کو   خالق سے ملانے نکلے ہیں

پیامِ قندھار!

اہلِ دِل دوستو! مُضمحِل دوستو! دِیدہ وَر دوستو! بے جگر دوستو!

کارواں اِک رواں ہے بہ سَمتِ جِناں، باندھ لوتم بھی رختِ سفر دوستو!

یہ جوانی کہانی میں ڈھل جائے گی، ہاتھ سے کل یہ نَوبت نکل جائے گی

اِس سے پہلے کہ لینے اَجَل آئے گی، آؤ کر دیں اِسے ہم اَمَر دوستو!

جگ کی رنگینیوں میں تمھیں کھو گئے، فَقرِ جاناںؐ سے یک سر تہی ہو گئے

اصلِ 'دُنیا'، تو 'اَدنیٰ' ہے بس دوستو! تم تو جنت کے تھے تاج ور دوستو!

مغربی جبر میں یہ گُھٹی بندگی، بے وزن، بالُوھَن، پُرفِتن زندگی

تھے سُیُوفِ محمدؐ کے وارث تمھیں، اپنا توشہ تھا تیغ و تبَر دوستو!

فائدہ ایسے فِکراورفَن کا بھلا؟ دشمنِ دِیں ہے ہاتھوں سے نکلا چلا

رُومیوں کے تسلُّط کا گھونٹو گلا، ہوں کچھ اِیجاد ایسے ہُنر دوستو!

راز کی بات کہتا ہوں تم سے، سنو! پھر سے تاریخِ بغداد و اَندلُس پڑھو

یہ ترقی کسی کام نہ آئے گی، اور ہی کچھ ہے وجہِ ظفر دوستو!

دِل میں ترجیحِ عُقبیٰ کا اِقرار ہو، اِتّباعِ شریعت پہ اِصرار ہو

غیر کے تم تشَبُّہ سے بے زار ہو، ہیں یہی مُفسدِ بحر و بر دوستو!

دستِ قاتل میں دونوں ہیں تیغ اور قلم، تم نہتّے! اُٹھاؤ گے کیسے عَلَم؟

ہیں ضروری یہ تعلیم و تبلیغ پر، کیسے روکو گے تم حملہ ور؟ دوستو!

تم سے رُوٹھیں جو اَقدار، پھر خیر کیا؟ ہو نہ اُلفت جو لوگوں سے تو سیر کیا؟

اہلِ ایماں کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنو، آخرت گر ہے پیشِ نظر دوستو!

جاں فِشاں، مہرباں، ہم عِناں دوستو! با وفا، بے خطر، بہرہ ور دوستو!

تارِ شب سے نہیں اب مَفَر دوستو! ہاں تمھیں بس ہو شمس و قمر دوستو!

جیت گئے وہ عشق کی بازی' جانیں گرچہ وار گئے!

جیت گئے وہ عشق کی بازی' جانیں گرچہ وار گئے
ہم ایسے تو پیچھے رہ کر جیتے جی بھی ہار گئے

بات بنے جب حق کی خاطر سر کٹ جائیں' ورنہ تو
دِل دِل میں ہم فاتح بن کر میداں کتنی بار گئے

پوچھتے ہیں؛ تم کیوں مقتل کی رَہ کو خوش خوش جاتے ہو؟
اَعداء سے بھی پوچھیں تو نا' کیوں چار و ناچار گئے؟

گھاٹے کے ہیں سوداگر' نہ جاں کی قیمت جان سکے
مفت کے اِس بازار میں ضایع جن کے کاروبار گئے

قحطِ دین و دانش کا یہ دور بھی دیکھا آنکھوں نے
لشکر نے جس رُخ کی ٹھانی' اُس جانب سالار گئے

راہ و رسم تو رکھتے ہیں جی' کون کسی کا ناصح ہے؟
رشتے ناتے تو موجود ہیں اُلفت' چاہت' پیار گئے

وہ بھی دِن تھے روضۂ جنت سے آتی تھی تجھ کو دُعا
بھول نہ جانا کون تری خاطر جگ سے خوں بار گئے!

عہد!

دھجیاں اُڑی ہوئی تھیں
سانسیں نہیں تھمی تھیں
خوں بہہ چکا تھا اکثر
نبضیں مگر جری تھیں!
جنت کی کوئی خوش بو
زخموں سے پھوٹتی تھی
راوی کا یہ بیاں ہے ___ سچی یہ داستاں ہے!
تو کیوں نہ پھر مری جاں!
ہم بھی کریں یہ پیماں
رُخسار، سینہ، باہیں
چمٹا کے مُلتَزَم سے
اِک عہد حق سے کرلیں
اِس رَہ میں ہم بھی مرلیں!

اَلْمُلْتَزَمُ: "مَابَیْنَ الرُّکْنِ وَالْبَابِ" کَمَارَوَاہُ الْبَیْھَقِیُ حَدِیْثًا مَرْفُوْعًا (البحر الرقائق شرح کنز الدقائق)

حدیثِ دل

اندھیری رُت ہے اے چاند تارو! تم اپنا دامن اُجال رکھنا
نہ ماند ہو پائیں کہکشانیں، یہ نُور ہالے سنبھال رکھنا

اک اِضطرابِ دروں نے ہر سو، سکونِ انسانیت ہے چھینا
بچا کے گوش و نِگاہ اپنے، جمعیتِ دِل بحال رکھنا

جدید تعلیم کے یہ فتنے، بھنور ترے بحر میں ہیں کتنے!
ڈبو نہ دینا سفینۂ دل، خیالِ روزِ زوال رکھنا

خشیتِ حق کلید تیری، کُشادِ ہر دو جہاں اِسی سے
سمیٹ کر طاقِ دل میں اپنے، یہ نعمتِ ذو الجلال رکھنا

تلاش کرنا وہ صحبتیں جو، دِلوں کی مٹی کو نرم کر دیں
کہ سنگ و خاشاک چھانٹ دینا، نہ کوئی اِس کا ملال رکھنا

ملے اگر اہلِ دل کی بستی، سنور سکے جس جگہ یہ ہستی
تو ڈھونڈنا پھر مقامِ اِحساں، یہی معیارِ کمال رکھنا

جو میں نے الماس سے یہ پوچھا، ہے تیری قسمت میں تاج کیوں کر؟
کہا کہ رِفعت ہے خاکساری میں! پس یہ جاں پائمال رکھنا

ہیں عظمتیں بس اُسی کو زیبا ' جو مالکِ ہست و بُود ٹھہرا
جو مشتِ خاکی ہو کیا اُسے پھر ' غرورِ جاہ و جلال رکھنا

نہ جانے کب مل سکیں گے پھر ہم ' جدائی کی شام سر پہ آئی
نہیں مجھے رنج اپنی جاں کا ' بس اپنے دِل کا خیال رکھنا

مومن

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَلْمُؤْمِنُ يَأْلِفُ وَيُؤْلَفُ وَلَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يَأْلِفُ ' وَخَيْرُ النَّاسِ اَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ))۔

(صححه الباني رحمه الله وقال رواه الدار قطني في "الأفراد" و ضياء المقدسي في "المختارة" عن جابر ثم رمزله السيوطي رحمه الله بالصحة)

''مومن اُلفت رکھتا ہے اور اُس سے اُلفت کی جاتی ہے' اور اُس بندے میں کوئی بھلائی نہیں جو لوگوں سے اُلفت نہ رکھے اور لوگ اُس سے اُلفت نہ رکھیں۔ اور لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے جو دوسروں کے لیے سب سے زیادہ نفع رساں ہو''۔

عُقبہ کے لیے لرزاں' پیشی کے لیے ترساں
آشفتہ و سرگرداں ' تا منزلِ جاویداں

موجود بہر میداں ' تیار بہر اِمکاں
یہ فخرِ دل آویزاں ' جنت کے لیے خیزاں

دُکھ درد کے ماروں پر رحمت کی ہے یہ برکھا
پُریاس فضاؤں میں ' اِک نورِ بہار اَفزا

شب تابِ رہِ رَحماں ' اِک رشکِ شفق ریزاں
یہ فخرِ دل آویزاں ' جنت کے لیے خیزاں

اِصلاح ہدف اِس کا' نبضوں پہ ہے کف اِس کا
ہاں سوزِ محبت ہی' ہے گہرِ صدف اِس کا

ہر دل کا ہے یہ مہماں' ہر اِک کا قرارِ جاں
یہ فخرِ دل آویزاں' جنت کے لیے خیزاں

اَخلاق میں یہ عالی' کینے سے جگر خالی
گلشن کا یہی والی' چمپا کی کھلی ڈالی

پت جھڑ میں بہارِستاں' دم سازِ مسلماناں
یہ فخرِ دل آویزاں' جنت کے لیے خیزاں

ہر دِل پہ ہے راج اِس کا' اُلفت جو ہے تاج اِس کا
عالَم کی ہے یہ رونق' ایماں ہے سِراج اِس کا

ہر صبح کو ضَو اَفشاں' ہر شام مہِ تاباں
یہ فخرِ دل آویزاں' جنت کے لیے خیزاں

دِل والو! کچھ حصہ ڈالو' شیشۂ دِل سے جاموں میں

دل والو! کچھ حصہ ڈالو' شیشۂ دِل سے جاموں میں
قطرہ قطرہ بن جاتا ہے دریا' سچّے کاموں میں

آوازیں دینے سے مت تھکنا' اِن ناداں لوگوں کو
صُبح کے بُھولے آ جائیں گے واپس گھر کو شاموں میں

راہِ حق میں کانٹوں کا شِکوہ کیسا؟ اے راہ رَوو!
کڑوے بھی تو آ جاتے ہیں نا' میٹھے باداموں میں

لازم ہے کہ ایڑیاں رگڑیں' پیاس بُجھائیں یہ تو نہیں
کیا کم ہے شامل ہو جائیں ہم بھی تِشنہ کاموں میں

موتی بَن' اَن مول رہو' پامال رہو پھر مٹّی میں
نام تمھارا لکھیں وہ اپنی رَہ کے گُم ناموں میں

یوسُفِ دَوراں بن جاؤ گے' دامن صَبر کا چھوڑو نہ
بِک جاؤ گے ایک نہ اک دن تم بھی اچھے داموں میں

مت ٹھکرانا اِیماں کے ناتے' جھوٹی دنیا کے لیے
سچّے بندھن کب ملتے ہیں بازاروں' نیلاموں میں

اسمائے حُسنیٰ کی مَشعل دِل میں روشن کر لینا
دو عالَم کی رونق کا ہے ساماں اُن کے ناموں میں

فَاِنَّہٗ مِنھُمْ!

بَشِّرِ الْمُنَافِقِیْنَ بِأَنَّ لَھُمْ عَذَابًا أَلِیْمًا o الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکَافِرِیْنَ أَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ أَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ فَإِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا o

(النساء:۱۳۸۔۱۳۹)

''اے پیغمبر! منافقوں یعنی دورخے لوگوں کو بشارت سنا دو کہ اُن کے لئے دکھ دینے والا عذاب تیار ہے۔ جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں، کیا یہ اُن کے ہاں عزّت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو عزّت تو سب خُدا ہی کی ہے''۔

جہل کے نقیب تم
خیر کے رقیب تم
غیر کے حبیب تم
نور سے بعید تر
نار سے قریب تم
جانبِ صلیب تم
کتنے بد نصیب تم!

مجھے فردوس جانا ہے!

کہا میں نے اے جاں! ٹھہرو
کہا لشکر نکلتا ہے!
کہا اب مان کر بھی دو
کہا نا دل پگھلتا ہے
بس اِک وعدہ نبھانا ہے
مجھے فردوس جانا ہے!

کہا لازم ہے کیا، جانا؟
کہا قرآں بُلاتا ہے
کہا ٹھہرو! __ چلے جانا!
کہا طوفان آتا ہے!
سفینے کو بچانا ہے
مجھے فردوس جانا ہے!

کہا اتنے نہ غم جھیلو
کہا آرام واں ہو گا
کہا کچھ دیر دم لے لو
کہا یہ کام واں ہو گا
وہیں موسم سہانا ہے
مجھے فردوس جانا ہے !

کہا نہ چین نہ راحت؟
کہا اُمت بھی ہے ایسی!
کہا یہ فقر کی حالت؟
کہا ہاں، اجنبی جیسی!
یہ وقتی آشیانہ ہے
مجھے فردوس جانا ہے !

کہا فرضِ کِفایہ ہے!
کہا کس نے نبھایا ہے؟
کہا مسئلہ پرایا ہے
کہا دشمن سر آیا ہے
تبوک ایسا زمانہ ہے
مجھے فردوس جانا ہے!

کہا ماں باپ کو دیکھو
کہا حق ربّ کا زیادہ ہے
کہا خوشیاں اِنھیں بھی دو
کہا یہ ہی اِرادہ ہے
اِنھیں رُتبہ دِلانا ہے
مجھے فردوس جانا ہے!

کہا تم بے اماں ہو گے
کہا ربّ کا سہارا ہے
کہا بے خانُماں ہو گے
کہا واں گھر ہمارا ہے
اُسے اب جا بسانا ہے!
مجھے فردوس جانا ہے!

شام ڈھل نہ جائے یہ، محوِ خواب ہو رہیں

شام ڈھل نہ جائے یہ، محوِ خواب ہو رہیں
سمتِ آسماں چلیں، ماہ تاب ہو رہیں

پاس جو ہیں جان و دِل، ہو نہ جائیں مضمحل
اُن کی بارگاہ میں باریاب ہو رہیں

راہِ حق میں دُھول ہوں، کاش ہم قبول ہوں
ربِّ دو جہان کا اِنتخاب ہو رہیں

فقر کی ہو شان اگر، حق کا ہو دھیان اگر
تیر و تیغِ دُشمناں، آب آب ہو رہیں

سیج ہے گلاب کی، نہ حرِیر و پرَنیاں
ورنہ میرے ہم عِناں بے حساب ہو رہیں

کیوں چمن میں ہر طرف نفرتوں کے خار ہیں
بانٹ کر محبتیں ہم گلاب ہو رہیں

تیری دانشِ زَبوں، ہو وہ شعلۂ دروں
خار وخس یہ فکر وفن، بے کتاب ___ ہو رہیں

بہرِ حرمتِ نبیؐ، ضرب ایسی ہو تری
اہلِ غرب چیخ اُٹھیں، لا جواب ہو رہیں

کس کے منتظر ہیں سب، معجزہ کہ زلزلہ؟
تا وہ دُخترانِ دیں بازیاب ہو رہیں!

ہزار جان سے قرباں میں اُس مسلماں کے

ہزار جان سے قرباں میں اُس مسلماں کے
وہ جس کے ہاتھ میں تلوار، دِل میں قرآں ہے

نہاد میں ہے یہ فرشی، معیار میں عرشی
ہمیشہ اِس کی نگہ میں مقامِ احساں ہے

ہو عیش و کوش کی دنیا تو ماہیِ بے آب
جو زیرِ سایۂ تلوار ہو تو فرحاں ہے

نہ جانے کس کی دُعائیں مجھے موصول ہوئیں

نہ جانے کس کی دُعائیں مجھے موصول ہوئیں
نہ جو میں مانگ سکا وہ بھی سب قبول ہوئیں

گھڑا یہ عذُر خطاؤں کا مجھ سے بُھول ہوئی
جو نیکیاں تھیں مگر، وہ بھی بے اُصول ہوئیں

یہ شکر راس نہ آئی مجھے چمن کی فضا
خوشا کہ ڈالیاں بھی آشیاں کی، دُھول ہوئیں

یہ مسلماں ہیں بھلا جن کے ہاتھ سے رُسوا؟
بناتِ عائشہؓ و حفصہؓ و بتولؓ ہوئیں

قبول ہو گئے پنچھی جو خزاں کی رُت میں
بدل میں اُن کی خطائیں مہکتے پھول ہوئیں

تمھیں تو غم ہمارا ہو

۷ اور ۸ اکتوبر ۲۰۰۱ء کی درمیانی رات امریکی و یورپی صلیبی افواج نے امارتِ اسلامیہ افغانستان پر حملہ کیا۔ تا دمِ تحریر گیارہ سال ہونے کو آئے۔ مسلمانانِ افغانستان غاصب کفّار کے خلاف اپنی اس جنگ کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

جو تاریخ میں پڑھا تھا، وہ ہم نے یہاں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ گھروں میں چولہا جلے نہ جلے، جنگ کی بھٹی کو انھوں نے کبھی سرد نہ ہونے دیا، اگرچہ اُمت کی طرف سے بہت ہی کم ہاتھ ان کی مدد کے لیے بڑھے۔ یہ وہ اہم ترین فرضِ عین تھا جو پورے عالمِ اسلام پر واجب تھا لیکن اللہ گواہ ہے اور پھر واقفانِ حقیقت جانتے ہیں کہ افغانستان کے چھوٹے سے خطے میں جاری یہ ''عالمی جنگ''، جن نہتے اور فاقہ کش غازیوں نے لڑی، اُن کی حالتِ زار کیا رہی! ضد الروس جہاد کے بچے کھچے اسلحے اور دیسی ساختہ بارودی سرنگوں کے بعد ان کا سب سے بڑا ہتھیار گوشت پوست کے بنے ہوئے انسان تھے جنھیں یہ شہیدی (فدائی) کہتے ہیں۔

نرم و گداز بستروں پر سونے والے، مرمریں فرشوں پہ چلنے والے، اور امریکی گولہ بارود کی گھن گرج سے بہت دور پُرعیش زندگی گزارنے والوں کو کیا معلوم کہ پوری ملت کے سب سے بڑے دفاعی مورچوں میں صبح و شام گزارنے والوں پر کیا بیتی! دس ہزار سے زائد تو صرف وہ ہیں جو آج باگرام، پُل چرخی اور دیگر زندانوں میں بند ہیں۔

کوئی ہے جو اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ حصہ نکال کر اُس ماں کا تصور ہی کرے جس کے پانچ جوان بیٹے اس جنگ کا ایندھن بنے، ان مہاجر بچوں کا سوچے جن کا باپ یورپی نیٹو سے لڑتے لڑتے شہید ہو گیا لیکن یتیموں کا کوئی پرسانِ حال نہیں۔

اگر اس اُمت کے اہلِ ثروت اپنے دسترخوانوں کے بچے کھچے ٹکڑے ہی نصرتِ جہاد کے لیے بھیج دیتے تو آج نہ صرف افغانستان بلکہ پوری اُمتِ مسلمہ ـــــ چالیس صلیبی افواج کے چنگل سے آزاد ہو چکی ہوتی۔ افغانستان' تمام ڈھائی لاکھ امریکی و یورپی نیٹو افواج کا قبرستان بن چکا ہوتا۔ ایک صلیبی فوجی بھی یہاں سے زندہ واپس نہ جا پاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو شاید اُمت کا مزید امتحان مقصود ہے کہ ہماری غفلت کے باعث' ہمارے سامنے' ہمارے ہاتھوں سے بچ کر یہ کافر ''بحفاظت'' افغانستان سے نکلے جا رہے ہیں' اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

اہلِ دنیا سے تو کیا گلہ' اہلِ دین کے بہت سے طبقات نے بھی ڈیورنڈ لائن کے اُس پار والوں کی کمک تو کیا' نظر اُٹھا کر بھی انھیں دیکھنا گوارا نہ کیا کہ ضدّ الامریکا وہاں لڑنے والے' اُن کے ''مکتبِ فکر'' سے متعلق نہ تھے۔ اللہ ہی کو خبر ہے اُن کی جنھوں نے اس پوری مدّت میں اپنے اموال و جانیں ان مستضعفین کی خاطر کھپا ڈالیں' اور ان کی نصرت کا حق ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں پر رحم فرمائیں' آمین۔

مرے لوگو!
تمھیں تو غم ہمارا ہو!
تمھارے واسطے ہی تو
سرہانوں سے اُٹھا کے سر
صلیبوں پر سجائے تھے!
ہمیں تھے جو
شبستانوں سے چُن کر پھول
ویرانوں میں آئے تھے!

زمینیں بانجھ تھیں جب
خشک سالی کا زمانہ تھا
ہمارے خون کی برکھا گری تھی
اشک کے دریا بہائے تھے!
تمھاری کشتیوں کو تا مُیسّر اِک کنارا ہو
ہمیں نے اپنی لاشوں سے
تمھارے راستوں میں پُل بنائے تھے!
کنارے پر جب اُترو تم
تمھارے ہاتھ نہ غیروں کے ہاتھ آئیں
اِسی دردِ محبت میں
خوشی سے بازوؤں میں
آہنی حلقے سجائے تھے!
وہ زنجیروں میں گُھٹتے
بے لہو اَجسام
کُملائے ہوئے چہرے ـــــ
سب اپنی ہی کہانی تھی!
اسی پر بس نہیں بلکہ
اُکھڑتی سانس سے پہلے
تمھاری عزتوں کے نوحے لکھنے کے بجائے

کُود کے رَن میں
رَجَز آخر بھلا وہ کس نے گائے تھے؟
ہماری ہی جوانی تھی!
جو تم پورے نہ کر پائے
غنیمِ سنگ دِل سے' معرکوں کے وہ سبھی وعدے
تمھاری عُسرت و بے چارگی کی لاج رکھنے کو
کسی نے تو نبھائے تھے!
وہ کس کی جاں فِشانی تھی؟
تمھارے سر سے نہ چادر
کبھی تقدیس کی اُترے
اسی خاطر' مری بہنو!
ستم کیشوں کے بڑھتے سَیل کے آگے
جو سینے تان کے پُشتے بنائے تھے ___
وہ کس کی پاس بانی تھی؟
تمھاری ہی حفاظت کے لیے' بھائیو!
اُکھڑوا کر یہ ناخن
خندقیں جو کھود پائے تھے
کوئی تو تھے ___
یہ سب' جن کی محبت کی نشانی تھی!

مرے لوگو!

تمھیں تو غم ہمارا ہو!

مرے لوگو!

ہمیں دیکھو! ہمیں سمجھو! ہمیں جانو!

ہمیں جانچو! ہمیں پرکھو! ہمیں مانو!

ہمیں ہیں وہ

ابھی تک سوچتے ہیں جو

کہ اپنے دِین اور ناموس کی خاطر

تمھاری اِن جبینوں سے

پسینہ جس جگہ ٹپکے

وہاں پر خوں ہمارا ہو!

مگر اتنا تو کہنے دو

اگر سُننا گوارا ہو ___

مرے لوگو!

تمھیں بھی غم ہمارا ہو!

فدیناک بآبائنا واُمّہاتنا

تجھ ؐ پہ سب کچھ فِدا!

اپنے غم کی دَوا ' تیری ہر ہر ادا
میرے پیارے نبیؐ! تجھ پہ سب کچھ فدا
تیری حرمت پہ ہو سر جو تن سے جدا
تیری اُلفت کا حق پھر بھی نہ ہو ادا

راحتِ قلب و جاں ! ہادی و مُقتدیٰ !
تجھ ؐ پہ سب کچھ فدا ! تجھ ؐ پہ سب کچھ فدا !

عشق تیرا نہ ہو جس کا قبلہ نُما
اُس پہ کیسے کُھلے پھر سبیلِ ہُدیٰ؟
تیرے ؐ نقشِ قدم پر چلیں تو ملے
اِطمینان و سَکینت کی نوری رِدا!

راحتِ قلب و جاں ! ہادی و مُقتدیٰ !
تجھ ؐ پہ سب کچھ فدا ! تجھ ؐ پہ سب کچھ فدا !

ہیں دعائیں تو سب کی دُرودِ نبیؐ
جن کی برکت سمیٹے یہ عالم سدا
پر کہاں یہ صلوٰۃ و سلام اور کہاں؟!
"اُمّتی اُمّتی" کی ترؐی اِک نِدا

راحتِ قلب و جاں ! ہادی و مُقتدیٰ !
تجھؐ پہ سب کچھ فدا! تجھؐ پہ سب کچھ فدا!

خِتامہ

بے سہاروں کو اپنا بنا لیجیے ٗ سایہ ٔ عافیت میں بسا لیجیے

ہم بھٹکتے پھرے روز و شب ٗ ہر طرف ٗ آپ ہادی ہیں رَہ پر لگا دیجیے

یہ نگاہیں زمیں پر بھٹکتی رہیں ٗ آسماں کی طرف اب لگا دیجیے

جو نبی جیؐ کی آنکھوں کی ٹھنڈک رہیں ٗ وہ نمازیں ہمیں بھی سِکھا دیجیے

ذِکر سے آپ کے ہے تہی یہ زباں ٗ غیر از کلمہٗ حق بُھلا دیجیے

اہلِ نِسیاں ہیں ٗ اَبنائے آدمؑ ہیں ہم ٗ یاد ہم کو دِلاتے رَہا کیجیے

ہم خطا کار ہیں ٗ دل میں رَبّاہ ! اب ٗ کُل معاصی کی نفرت بٹھا دیجیے

ہو مُیَسَّر فرشتوں کی صحبت ہمیں ٗ خاکیوں میں بھی نوری قبا دیجیے

راہ بُھولے ہوؤں کا سہارا بنیں ٗ درد و احساسِ خیر الوریؐ دیجیے

اہلِ دِل کی دعائیں دِلا کر ہمیں ٗ دعوتِ دِیں کا خوگر بنا دیجیے

پھول کی سی بھی نرمی عطا ہو رہے ٗ پیار بندوں سے کرنا سکھا دیجیے

آپ کی سَمت آواز دیتے رہیں ٗ سوزِ دِل سے چٹانیں گلا دیجیے

آپ کے دوستوں سے محبت رہے ٗ اپنے دشمن کا دشمن بنا دیجیے

سیج پھولوں کی ہو تو دہَل جائیں ہم ٗ زخم پر مُسکرانا سِکھا دیجیے

نورِ ایماں ملے، فہمِ فُرقاں ملے، زُور و باطل کی پہچاں سُجھا دیجیے
ہو جو حق، اِن نگاہوں کو حق ہی دِکھے، آنکھ کو ایسا سُرمہ عطا کیجیے

جی بہلتا نہیں اِن بہاروں سے اب، دِل فِگاروں کو مہماں بنا لیجیے
اِس سے پہلے کہ فتنے اُچک لے چلیں، رَوح و رَیحاں میں ہم کو بسا لیجیے

اور کسی سائباں کی تمنا نہیں، زیرِ عرشِ برِیں گھر بنا دیجیے
آپ کے پاس آئیں تو مالک ہمیں، کھول کے در، بس اندر بُلا لیجیے

آپ کی رحمتوں کے تو قابل نہیں، رحمتوں ہی سے قابل بنا دیجیے
آج اپنا مُقَرَّب بنا کر ہمیں، سر پہ تاجِ شہادت سجا دیجیے

شہید کی وصیّت

میں تمام مسلمانوں، اپنے پیارے والدین، معزز بھائیوں، بہنوں، رشتہ داروں، سب دوستوں اور جاننے والوں، مجاہدین اور عامۃ المسلمین سے اپنے تمام قصوروں کی معافی کا صدقِ دل سے خواست گزار ہوں، اللہ کے لیے میری تمام غلطیوں کو معاف فرما دیجئے۔ میں نے بھی تمام کلمہ گو مسلمانوں کی ہر قسم کی حق تلفیوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے معاف کیا۔

مسلم نوجوانوں کو میری یہی وصیّت ہے کہ:

☆ جید علماء سے پوچھ کر کام کیجیے۔ کبھی بھی اس راہنمائی سے اپنے آپ کو آزاد نہ سمجھے۔

☆ مجاہدین کو میری یہ بھی وصیت ہے کہ تصاویر اور کیمرے سے، اور جہادی افلام سے ایسے دور رہیے جیسے سانپ سے۔ جاندار اشیاء کی تصویر کی حرمت پر شرع شریف کے احکامات مسلمہ ہیں۔

☆ درود وسلام ہو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے سرور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر، امہات المومنین پر، آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر، رضی اللہ عنہم اجمعین وعلی من تبعهم الیٰ یوم الدین. سلامتی اور رحمتیں ہوں تمام مسلمانوں پر، مجاہدین فی سبیل اللہ پر، قبائل کے غازیوں پر۔ ان دعوتی، تبلیغی جماعتوں، باشرع جہادی قیادتوں، علمائے ربانیین، مدارسِ دینیہ کے اساتذہ پر، جنھوں نے ان نسلوں کو ایمان وعمل کی دعوت سے روشناس کروایا۔ اور اللہ تعالیٰ ہدایت دے انھیں، جنھوں نے ان کو بے ترتیب معرکوں میں کھپوایا، جن کے بے مہار فتووں نے غنیمت اور ڈاکے کی تمیز کو مٹوایا، جنھوں نے مباح الدم اور غیر مباح الدم کے فقہی دروس دیے بغیر جنگجوؤں کو میدان میں جھونکا، جنھوں نے جذبات کو عقل کے تابع، اور عقل کو شریعت کے تابع رکھنے میں ٹھوکر کھائی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائیں۔ اور علمائے حق کو توفیق عطا فرمائیں کہ وہ مجاہدین کی شرعی راہنمائی، تعلیم وتربیت اور تزکیے کے ذریعے سے مجاہدین کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کو شرعِ متین کا پابند بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل وکرم سے معاف فرمائیں۔ آمین!

والسلام

احسن عزیز

یوم عرفہ ۱۴۳۰ھ

بمطابق ۲۶ نومبر ۲۰۰۹ء
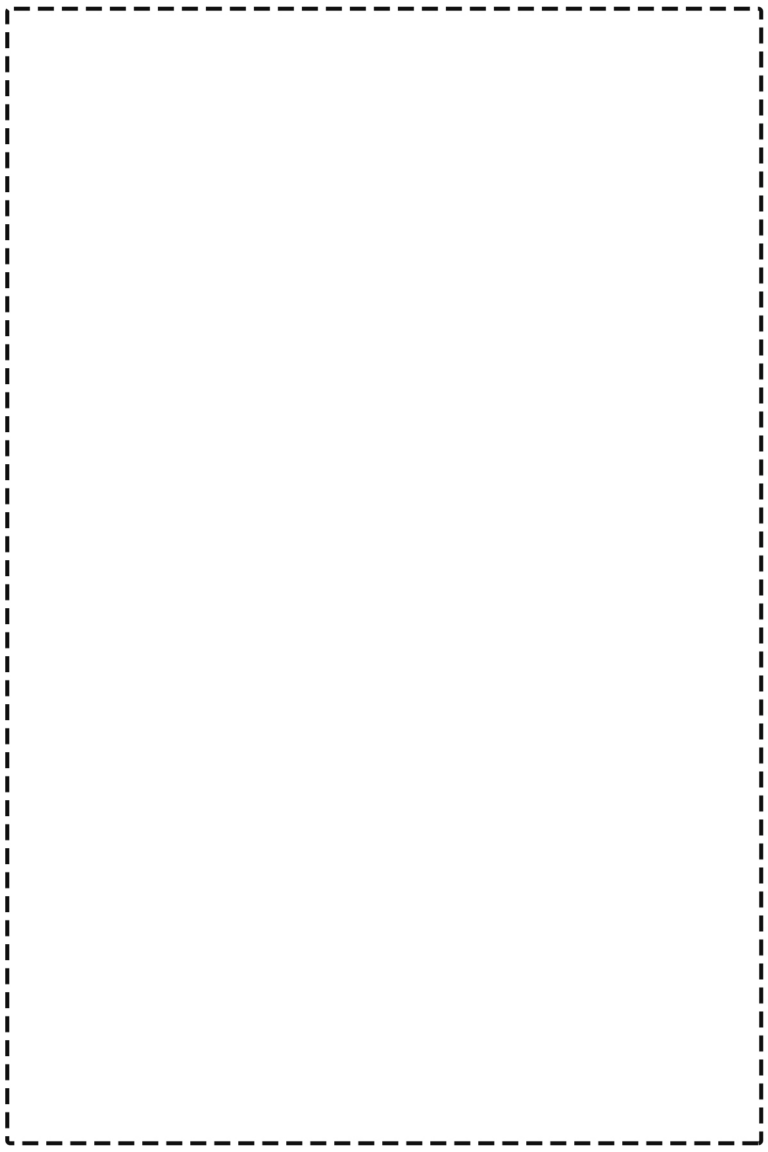
تعارف

احسن عزیز شہیدؒ کا تعلق میرپور آزاد کشمیر کے ایک نمایاں دینی گھرانے سے تھا۔ ان کے خاندان نے ۱۹۴۷ء اور ۱۹۶۵ء کے جہاد میں کشمیر کی آزادی اور پاکستان کی بقا و سالمیت کے لیے عظیم خدمات انجام دیں۔ شہید نے نمایاں کامیابیوں کے ساتھ اپنا تعلیمی سفر جاری رکھا۔ دینی احکامات و تعلیمات کے بارے میں ابتدائی تعلیمی دور سے ہی ان کے طرزِ عمل میں پختگی اور یقین جھلکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۹۰ء میں تحریک جہاد کشمیر کے شروع ہونے پر انھوں نے اپنے آپ کو مجاہدین کی خدمت اور تربیت کے لیے وقف کر دیا۔ انھوں نے مجاہدین کشمیر کی دینی اور اخلاقی تربیت کے لیے ایک جامع نظام تشکیل دیا۔

۲۰۰۱ء میں جب امریکہ نے افغانستان کے خلاف جارحیت کا ارتکاب کیا تو ان کا جذبۂ جہاد انھیں کشاں کشاں افغانستان لے گیا۔ ۲۹ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ بمطابق ۱۸/اگست ۲۰۱۲ء کی شام، وقت افطار، کھجور ہاتھ میں لیے، اپنی مومنہ صفات اہلیہ کے ہمراہ افغانستان کی سرحد پر ایک فضائی حملے میں اپنی شہادت کے لمحے تک...... امت کے عروج کے حسین لمحات کے احیاء کا خواب ان کی آنکھوں میں بسا رہا۔

اس سارے عرصے میں ان کا علمی و ادبی سفر بھی جاری رہا۔ ادارہ ''مبشرات'' کے زیر اہتمام ان کی درج ذیل کتب شائع ہو چکی ہیں:

1- میرے ایمان کے ساتھی، تمہارا مجھ سے وعدہ تھا (شعری مجموعہ)
2- اجنبی......کل اور آج
3- اک فرض جسے ہم بھول گئے
4- محبت فیصلہ کن ہے (شعری مجموعہ)
5- تصویر، اک فتنۂ عالمگیر

مبشرات